ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) شمارہ:34 اکتوبر ۲۰۱۱ء بمطابق ذی القعدۃ ۱۴۳۲ھ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے چند اسباق

حج اور عمرہ کا طریقہ



IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

جمعية النجاة الخيرية

October .indd 1 10/24/11 1:59 PM

بے مثل ہے کرنا تیرا لخت جگر قربان

یاسر عرفات ندوی
yasarnadwi@gmail.com

وہ دن تاریخ انسانیت کا کتنا عظیم دن تھا جب کائنات کا ذرہ ذرہ محو حیرت تھا، حتیٰ کہ ملائکہ تک بھی انگشت بدنداں قابل رشک نگاہوں سے عشق و فدائیت کا ایک ایسا منظر دیکھ رہے تھے جو اپنی مثال آپ تھا۔ ایک باپ اپنی صد سالہ زندگی کی تمنا، اپنے بڑھاپے کی لاٹھی، اپنے لخت جگر، اکلوتے بیٹے کو لیے ہوئے قربان گاہ میں موجود تھا، ہاتھ میں چھری تھی اور لخت جگر کو پیشانی کے بل لٹا کر ذبح کرنے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی، بیٹا بھی ہر حال میں اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کیلئے بیقرار تھا، اس لیے اس نے باپ کو مشورہ دیا کہ: ''ابا جان اپنی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھ لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ پدرانہ شفقت قربانی سے مانع ہو۔'' یہ باپ کوئی اور نہیں، اللہ کا خلیل ابراہیم علیہ السلام تھا اور اپنی جان قربان کروانے والا اس کا بیٹا اسماعیل علیہ السلام تھا، دونوں ایک خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کیلئے حاضر تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ اس کا خلیل اب اس کی رضا کی حصولیابی کیلئے اپنی محبوب ترین چیز کو بھی صرف خواب کی بنا پر اس کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار کھڑا ہے اور چھری اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر ہے تو اس کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اعلان کیا، ''اے میرے خلیل، اب بس کرو، رک جاؤ، تم نے خواب پورا کر دیا، صد آفریں تم نے بازی جیت لی اور اس طرح یہ فیروزمندی تمہارا مقدر بن گئی، خبردار اسماعیل کا گلا کٹنے نہ پائے، یہ لو مینڈھا، اسے ذبح کرو، یوں جانور کی قربانی آج کے بعد ہم آنے والی نسلوں پر لازم کر دیتے ہیں تا کہ اس عظیم الشان قربانی کی یاد باقی رہے۔

یہ قربانی کیا تھی؟ یہ محض گوشت وخون کی قربانی نہ تھی بلکہ روح اور دل کی قربانی تھی۔ یہ صرف خون سے زمین کو رنگین کرنے کا نام نہیں تھا، بلکہ اللہ کے سامنے اپنے تمام جذبات، خواہشات، تمناؤں اور آرزوں کی قربانی تھی۔ اللہ کے سامنے اپنے ہر قسم کے ارادے اور مرضی کو معدوم کر دینا تھا۔

آج پوری دنیا میں امت مسلمہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اس عظیم الشان قربانی کی یاد میں جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ لیکن قربانی کرتے ہوئے ہر شخص کو قربانی کی یہ روح اور قرآن پاک کے اس فرمان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ''اللہ کے دربار میں ان جانوروں کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا ہے، اس کے دربار میں تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جانوروں کے خون کا پیاسا نہیں ہے، اور نہ ہی باطل اقوام کے باطل عقیدے کے مطابق اللہ کی ذات کو اس خون و گوشت کا فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ اس قربانی کے ذریعے اپنے بندوں کے اندر سرشاری اور فداکاری کا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے، حق کی راہ میں اپنی جان مٹا دینے کا درس دینا چاہتا ہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری یہ قربانی صرف گوشت وخون کی قربانی نہ رہے، بلکہ ہم خود اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح قربان ہونا سیکھیں اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح قربان کرنے کا حوصلہ پیدا کریں، اللہ اور اس کے احکام کے سامنے مر مٹنے کا جذبہ پیدا کریں۔ کیونکہ کوئی بھی قوم اطاعت، سرفروشی اور قربانی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ عہد نبوت، عہد صحابہ، اور تاریخ اسلامی کا ترقی وعروج کا زمانہ مسلمانوں کی لازوال قربانیوں سے بھرا ہوا ہے۔

یہ قربانی کے جانور جو ہم ہر سال ذبح کرتے ہیں، صرف ظاہری صورتیں ہیں جس سے ہم نے باطل جذبات وافکار کو مٹا کر حق وانصاف کی خاطر قربانی کرنا سیکھنا ہے، اگر ایسا نہ پائے تو سمجھنا چاہئے ہم صورت کو اپنائے ہوئے حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔

☆☆☆

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشری" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

شمارہ:34 اکتوبر ۲۰۱۱ء بمطابق ذی القعدۃ ۱۴۳۲ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT.104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	قلمکاران	صفحہ
تجلیات	عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	توحید اور اخلاص	مولانا محمد سلیمان قاسمی	3
آئینۂ رسالت	سب سے افضل ایام	ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد	3
ایمانیات	آیئے! اپنے ایمان کو تازگی بخشیں	سید عبدالسلام عمری	4
ہدایت کی کرنیں	اسلام میں انسانیت کی نجات ہے	شیخ نبیل العوضی	5
ہدایت کی کرنیں	جنت کی راہ	جودہ الفارس	5
دعوت وحکمت	سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے چند اسباق	صفات عالم محمد زبیر تیمی	6
شبہات کا ازالہ	مکہ مکرمہ سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ	ادارہ	8
سوئے حرم	حج اور عمرہ کا طریقہ	علامہ محمد بن صالح العثیمینؒ	10
تربیت اولاد	انٹرنیٹ کی مصیبت	مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی	12
اسلامیات	دینی مدارس اور معاشی تعلیمات	مولانا محمد خالد سیف اللہ رحمانی	13
کیریئر گائڈ	پروفیشنل کورسیز؛ روشن وتابناک مستقبل کے ضامن	انیس فاطمہ	14
روبرو	مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی سے ایک ملاقات	محمد خالد اعظمی	15
نقش راہ	بارود پر بیٹھ کر آگ سے کھیلتے ہیں	محمد آصف ریاض	16
چراغ منزل	امام حرم مکی شیخ صالح بن محمد ابراہیم آل طالب	مبصر الرحمن قاسمی	17
ناہید گل	براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے	اعجاز الدین عمری	18
خبر ونظر	عالمی خبریں	محمد خالد اعظمی	19
سوالنامہ	ماہنامہ مصباح سے متعلق استصواب رائے	ادارہ	20
بزم ادب	طلوع اسلام	علامہ اقبال	21

IPC اپنے زیر اہتمام شائع ہونے والے رسالہ "مصباح" کے تئیں قارئین کی آراء اور تجاویز سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے یہ ریفرنڈم جاری کر رہی ہے، تاکہ رسالے کو دعوت کے عصری تقاضے کے مطابق مناسب اور دیدہ زیب شکل میں پیش کیا جا سکے۔ ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہوگی کہ آپ اس استصواب رائے میں حصہ لیں اور سوالنامہ میں درج کئے گئے سوالات کے جوابات دے کر رسالہ کے ادارتی بورڈ کو ارسال کر دیں: 20

ستقرأ في هذا العدد

☆ كلمة العدد (دور الشباب في نهضة الأمة) ☆ قبس من القرآن الكريم (التوحيد والاخلاص) ☆ قبس من الأحاديث النبوية (أفضل أيام الدنيا أيام العشر) ☆ تعالوا لنجدد ايماننا ☆ لانجاة للانسانية الافي الاسلام ☆ الطريق الى الجنة ☆ الدروس المستفادة من سيرة سيدنا ابراهيم عليه السلام الدعوية ☆ شبهات حول الحج ومكة المكرمة ☆ كيفية الحج والعمرة ☆ آفة الانترنت ☆ المدارس الدينية وأهمية دراسة المصارف الاسلامية فيها ☆ الدراسات المهنية تضمن المستقبل المشرق ☆ حوار مع الشيخ ولي الله سعيدي الفلاحي ☆ يجلس على البارود و يلعب بالنار ☆ نبذة عن سيرة الشيخ صالح بن محمد آل طالب ☆ أوراق ذهبية ☆ أخبار العالم الاسلامي ☆ استبيان ☆ ساحة الشعر والأدب

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے

آج سے تقریباً چار ہزار سال پہلے بابل کی سرزمین پر، پروہت گھرانے میں ایک بچہ جنم لیتا ہے، کفر وشرک کی گھٹاٹوپ تاریکی میں آنکھیں کھولنے والے اس بچے نے سن شعور کو پہنچنے کے بعد قوم کی دیرینہ روایت کو اپنالیا ہوتا تو آج اس کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا لیکن اس نے فطرت سے بے پناہ عزم وہمت اور بلند حوصلگی پائی تھی۔ مخالفتوں کی پرواہ کیے بغیر معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ باپ کو سمجھایا، قوم کو سمجھایا، بادشاہ وقت تک توحید کا پیغام پہنچایا لیکن ان کا دل بنجر تھا، ان کا ضمیر مر چکا تھا، اس لیے خیر خواہ ہی کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑ گئے، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آگ میں جھونکا، گھر سے بے گھر کیا، پوری زندگی سفر اور ہجرت میں گزاری لیکن معاشرے سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ معاشرتی زندگی میں جھانک کر دیکھیں تو ایسی جاں نثاری وفداکاری کا مظاہرہ کیا کہ خالق کائنات کو اس کی ایک ایک ادا بھا گئی۔ پھر کیا تھا؟ رب کائنات اسے اپنا خلیل بنالیتا ہے، سارے انسانوں کے ''امام'' کا خطاب عطا کرتا ہے، اور ان کی ذریت میں نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری کر دیتا ہے یہاں تک کہ آفاقی پیغام کے لیے خاتم النبیین ﷺ کی بعثت انہیں کے نسل سے ہوتی ہے۔ آج خانۂ کعبہ، مقام ابراہیم، حج، قربانی، صفا ومروہ کی سعی، آب زمزم اور رمی جمرات امت مسلمہ کے لیے ابراہیمی یادگاریں ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ آخر کیوں اللہ پاک نے ان کی یاد کو دوام بخشا اور ان کو پوری دنیا والوں کے لیے صبح قیامت تک نمونہ بنادیا' یہ ایسا نکتہ ہے کہ جسے کسی صورت میں نظر انداز کرنا مناسب نہیں، بالخصوص اس وقت جبکہ آج دنیا کی اکثریت گو علمی، تمدنی اور مادی اعتبار سے بہت آگے جا چکی ہے تاہم دینی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بہت پستی کی شکار ہے۔ ان گم کردہ راہوں کو راہ دکھانے کے لیے اب کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں، یہ ذمہ داری امت مسلمہ کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے کہ وہ انسانیت تک اس پیغام کو پہنچائے کیونکہ اسلام وراثتی مذہب نہیں بلکہ دعوتی مذہب ہے، اسلام نسبت کا نام نہیں بلکہ دل کے یقین کا نام ہے۔

جی ہاں! ابراہیم علیہ السلام کی سبق آموز زندگی میں آج کے نوجوانوں کو یہ پیغام ملتا ہے کہ وہ اپنے اندر عقابی روح پیدا کریں، وہ شاہین صفت بنیں، وہ اسلام کے علمبردار بنیں، ابراہیم علیہ السلام نے عین شباب میں دعوت کی ذمہ داری اٹھائی تھی، آج بھی وقت کا تقاضا ہے کہ ہمارے نوجوان دین کی دعوت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں کہ دعوت کے اولیں مخاطب ہمارے نوجوان ہی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی میں اس کے نوجوانوں کا کلیدی رول ہوتا ہے، اسلام بھی اقصائے عالم میں نوجوانوں کے عزم راسخ، یقیں محکم، عمل پیہم اور اعلی کردار کی بدولت پھیلا۔ کم عمری میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا سپہ سالار بننا، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا جامع قرآن ہونا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا پہلا سفیر بننا، بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا موذن رسول ہونا اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا متلاشی حق بننا اسلام میں نوجوانوں کے گرانقدر کردار کو واضح کرتا ہے۔ اسی طرح عقبہ بن نافع، طارق بن زیادؒ، موسی بن نصیرؒ اور محمد بن قاسمؒ جیسے اسلام کے جیالے اور سورما نوجوان ہی تو تھے جنہوں نے گلشن اسلام کی آبیاری کی اور چہار دانگ عالم میں اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

عصر حاضر میں اسلام دشمن عناصر نے اس نکتہ کو بخوبی سمجھا ہے اور اپنے اہداف کی تکمیل کے لیے نوجوانوں کو تیار کر رہے ہیں، آج ہندوازم کی مختلف تنظیمیں نوجوانوں کی رہنمائی میں اسلام کے خلاف سرگرم ہیں، آر ایس ایس، شیوسینا، بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد نے اپنے نوجوانوں کی ایسی ذہن سازی کی ہے کہ اسلام کی مخالفت ان کی رگ وریشے میں پیوست ہو چکی ہے، عیسائی مشینریاں نوجوانوں کو خصوصی تربیت دے کر میدان میں اتار رہی ہیں، وہ جس میدان میں کام کر رہے ہوں عیسائیت کی تبلیغ اپنی اولیں ذمہ داری سمجھتے ہیں، الحمدللہ چند دہائیوں سے نوجوانان ملت میں بھی یہ شعور پیدا ہوا ہے اور جن مسلم نوجوانوں کی صحیح خطوط میں تربیت ہوئی ہے وہ اسلام کی خدمت میں رات دن ایک کر رہے ہیں، ایسے نوجوانوں کو دیکھ کر یقیناً آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں لیکن جس حد تک اس سمت میں توجہ دینے کی ضرورت تھی تا ہنوز نہیں دی گئی ہے، نتیجہ ظاہر ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی اکثریت پست ہمت، کاہل اور کام چور بنتی جا رہی ہے، ان کی قوت فکر وعمل سلب ہوتی جا رہی ہے۔

آج ضرورت ہے کہ ہم نوجوانوں کی صحیح سمت میں تربیت کریں، چاہے وہ جس میدان میں ہوں پہلے انہیں اسلام کا داعی بنائیں، اس طوفان بلاخیز میں اسلام کی سچی اور خالص تعلیمات انسانیت تک پہنچانے کے لیے یہ وقت کی پہلی پکار اور اولیں ضرورت ہے۔ جب تک ہمارے نوجوان کو ہساروں کا سا عزم لے کر میدان عمل میں نہ اتریں گے تب تک ہم اپنی عظمت رفتہ کی بازیافت نہیں کر سکتے۔ امید کہ میری آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی اور دعوت وتربیت کے ذمہ داران اور نوجوانان ملت ان گزارشات پر کان دھریں گے۔ رہے نام اللہ کا

صفات عالم محمد زبیر تیمی

safatalam12@yahoo.co.in

مولانا محمد سلیمان قاسمی

توحید اور اخلاص

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ، وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾

ترجمہ: ''(اے نبی ﷺ) کہہ دو، اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔'' (سورۃ الاخلاص)

تشریح: روایت ہے کہ کچھ مشرکین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد ﷺ اپنے رب کے متعلق بتایئے! وہ کس چیز سے بنا ہے؟ سونے سے چاندی سے؟ زبرجد سے؟ یاقوت سے؟ یا کاہے سے بنا ہے؟ اس سوال کے جواب میں سورہ اخلاص نازل ہوئی۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ یعنی اے محمد ﷺ ان مذاق اڑانے والے مشرکین سے کہہ دو میرا رب جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور جس کی بندگی عبادت اور اطاعت کی دعوت دیتا ہوں وہ ایک اللہ ہے یکتا ہے، اس کا کوئی شبیہ، نظیر اور شریک نہیں ہے نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ افعال میں، کسی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی پہلی دلیل خلق اور ایجاد ہے کہ وہ خالق ہے اور ساری کائنات مخلوق ہے اور خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتے۔ دوسری دلیل احکام اور ابداع ہے یعنی اس نے پیدا ہی نہیں کیا ہے بلکہ اسے استحکام اور پائداری بھی بخشی ہے۔ تیسری دلیل قہر اور غلبہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے اور پوری کائنات مغلوب ہے اور مغلوب 'اللہ' نہیں ہو سکتا۔

اللَّهُ الصَّمَدُ: اللہ صمد ہے، یعنی اس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس لیے وہ تنہا اور یکتا اللہ ہے۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہے، جو اس کا محتاج ہو وہ اس کا شریک کیسے ہو سکتا ہے۔؟

لَمْ يَلِدْ: اس نے کسی کو جنا نہیں ہے۔ اس کے پاس اولاد اور بیٹا بیٹی نہیں ہے۔ فانی مخلوق خود ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتی، اس لیے اپنی نسل کو باقی رکھنا اس کی ایک ضرورت ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے کو باقی رکھنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو ''الحی'' ہے، زندہ و جاوید ہستی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو اولاد کا محتاج ہے وہ بیوی کا بھی محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے۔

وَلَمْ يُولَدْ: اور نہ وہ جنا گیا، یعنی اس کے ماں باپ وغیرہ نہیں ہیں۔ اولاد اپنے وجود کے لیے ماں باپ کی محتاج ہوتی ہے اور حادث یعنی ''نو پید'' ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ: یعنی اس کا کوئی ہمسر اور برابری والا نہیں ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: ''وہ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے۔ اس لیے اس کی مخلوقات میں سے کوئی اس کا نظیر، شریک اور مثیل کیسے ہو سکتا ہے۔''

سورۂ اخلاص میں چار آیات ہیں۔ پہلی آیت نے توحید کو ثابت کیا اور شرک کی تردید کی۔ دوسری آیت نے اس کا کامل ہونا ثابت کیا اور نقص و عیب کی نفی کی۔ تیسری آیت نے اس کی ازلیت اور ابدیت ثابت کی اور سلسلۂ توالد و تناسل کی نفی کی اور چوتھی آیت نے اس کی عظمت و جلال ثابت کیا اور انداد و اضداد کی نفی کی۔

حدیث میں سورہ اخلاص کو ایک تہائی قرآن کہا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن کی بنیادی تعلیم توحید، رسالت اور آخرت ہیں اور اس سورۃ میں توحید بیان ہوئی ہے۔ اس لیے اس کو ایک تہائی قرآن کہا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ قرآن میں توحید، احکام اور قصص ہیں اور سورۂ اخلاص میں توحید کا بیان ہے۔ اس لیے اسے تہائی قرآن کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

سب سے افضل ایام

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَفْضَلُ أَيَّامِ الدُّنْيَا أَيَّامُ الْعَشْرِ يَعْنِي عَشْرَ ذِي الْحِجَّةِ ، قِيْلَ : وَلَا مِثْلُهُنَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ: وَلَا مِثْلُهُنَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، إِلَّا رَجُلٌ عُفِّرَ وَجْهُهُ بِالتُّرَابِ (صحيح الترغيب و الترهيب للألبانی 1150/3)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا کے سارے ایام کے مقابلے میں ذی الحجہ کے پہلے دس دن سب سے زیادہ افضل ہیں۔ آپ سے استفسار کیا گیا کہ اگر اتنے ہی دن جہاد فی سبیل اللہ میں گزارے جائیں تو وہ بھی ان کے برابر نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ میں گزارے ہوئے دن بھی ان جیسے نہیں سوائے اس شخص کے جو شہید ہو جائے''۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ ہر لمحہ اس کی منشا کے مطابق گذارے اور اس کی عبادت کے ذریعے اس کے تقرب کے لیے کوشاں رہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے بعض حسین مواقع ایسے بھی عطا کیے ہیں کہ جن میں انسانوں کو اس کی عبادت کے لیے کمربستہ ہو جانا چاہیے اور مختلف و متنوع اعمال صالحہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان مبارک مواقع میں سے ایک موقعہ عشرۂ ذی الحجہ کا ہے۔ یہ وہ ایام ہیں جن کے افضل الایام ہونے کی شہادت رسول پاک ﷺ نے دی ہے اور ان میں نیک عمل کی بڑی تاکید فرمائی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں ایک مقام پر ان ایام کی قسم بھی کھائی ہے۔ فرمایا: ﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (الفجر 1-2) ''قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔'' جمہور مفسرین کے نزدیک دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ علامہ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی رائے کو صحیح کہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ان ایام کی قسم کھانا ہی ان کی عظمت اور فضیلت کی سب سے بڑی دلیل ہے کیونکہ عظیم باری تعالیٰ کسی عظمت والی شئے کی ہی قسم کھاتا ہے۔

دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''وہ خیر کا عمل جو قربانی کے عشرہ میں کیا جائے، اللہ کے ہاں اس سے زیادہ پاکیزہ اور اس سے زیادہ اجر والا عمل کوئی نہیں''۔ پوچھا گیا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، سوائے اس شخص کے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلے، پھر مال بھی قربان کر دے اور اپنی جان بھی۔''

راوئ حدیث کہتے ہیں کہ اس حدیث کی بناء پر سعید بن جبیرؒ جب عشرۂ ذوالحجہ شروع ہوتا تو عبادات میں اتنی محنت کرتے کہ اُن جیسی عبادت کرنا دوسروں کے لیے مشکل ہو جاتا۔ (صحیح الترغیب والترھیب للألبانی ۱۱۴۸)

لہٰذا ہمیں بھی سلف صالحین کے اسی طرز عمل کو اختیار کرتے ہوئے اس عشرہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے کیونکہ کسی عمل خیر پر اس کے کرنے والے کو جو اجر و ثواب اللہ اس عشرہ میں عطا کرتا ہے وہ اس حدیث کے مطابق کسی اور عشرہ میں عطا نہیں کرتا۔

October .indd 3 10/24/11 2:00 PM

ایمانیات
تیسری قسط

آیئے! اپنے ایمان کو تازگی بخشیں

سید عبدالسلام عمری (کویت)
abdussalamsyed@ymail.com

توحید سے متعلقہ بنیادی عقائد کا یہ تیسرا سلسلہ پیش خدمت ہے جس کے مطالعہ سے فی الواقع ایمان میں تازگی اور شادابی آتی ہے :

(6) استعانہ۔استغاثہ۔استعاذۃ

استعانہ : کسی بھی کام کی شدت کو دور کرنے کے لیے مدد طلب کرنا۔مخلوق سے مدد طلب کرنا دو قسم کا ہے۔

☆جس چیز کے کرنے کی انہیں قدرت ہے، اس میں مدد طلب کرنا جائز ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:﴿و تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان﴾ (المائدۃ:2) ''نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو، اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو''۔

☆جس چیز کی قدرت مخلوق میں نہیں ہے۔اس میں مدد مانگنا سراسر شرک ہے۔مثلا مزاروں پہ جا کر پیر ومرشد اور باباؤں سے مدد مانگنا، 'یا غوث المدد'، 'یا علی المدد' جیسے کلمات کا استعمال کرنا۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: واذا استعنت فاستعن باللہ (مسند الامام احمد) ترجمہ: ''جب تو مدد طلب کرے تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کر''۔

استغاثہ: مشکل اوقات میں کسی کو پکارنا، فریاد کرنا، یہ بھی دو قسم کا ہے:

☆جس کی طاقت مخلوق کو ہے۔اور یہ جائز ہے مثلاً اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ﴾ (القصص:15) ترجمہ: ''اسکی قوم والے نے اسکے خلاف جو اسکے دشمنوں میں سے تھا، اس سے فریاد کی''۔

☆جس کی طاقت مخلوق میں نہیں ہے۔اس قبیل سے مخلوق کو پکارنا اور اس سے فریاد کرنا شرک ہے۔اللہ کا ارشاد ہے:﴿ لہ دعوۃ الحق و الذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ ﴾ (الرعد: 15) ترجمہ: ''اسی اللہ کو پکارنا حق ہے۔جو لوگ اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں۔وہ ان کی پکار کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے ہو کہ اسکے منہ میں پڑ جائے حالاں کہ وہ پانی اسکے منہ میں پہنچنے والا نہیں''۔

یعنی جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دور سے پانی کی طرف اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر پانی سے کہے کہ تو میرے منہ تک آجا، ظاہری بات ہے کہ پانی ایک بے شعور مائع چیز ہے۔

> جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو مدد کے لیے پکارتے ہیں، انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دور سے پانی کی طرف اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر پانی سے کہے کہ تو میرے منہ تک آجا، ظاہری بات ہے کہ پانی ایک بے شعور مائع چیز ہے، اسے پتہ ہی نہیں کہ ہتھیلیاں پھیلانے والے کی حاجت کیا ہے؟

اسے پتہ ہی نہیں کہ ہتھیلیاں پھیلانے والے کی حاجت کیا ہے؟ اور نہ اسے یہ پتہ ہے کہ وہ مجھ سے اپنے منہ تک پہنچنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔اور نہ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کر کے اسکے ہاتھ یا منہ تک پہنچ جائے۔اسی طرح وہ لوگ جو اللہ کے سوا جن سے فریاد کر رہے ہیں، انہیں یہ تک پتہ نہیں ہوتا کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے اور اسکی فلاں ضرورت ہے اور نہ اس کی فریاد سننے کی ان میں قدرت ہی ہے اور انکا پکارنا بے فائدہ بھی ہے۔اس سے ان کو کوئی نفع نہیں ہوگا۔

استعاذۃ یعنی اللہ سے التجا کرنا اور ہر قسم کی برائی، وسوسہ، شیطان کے مکر سے اسکی پناہ طلب کرنا۔استعاذہ صرف اللہ سے ہونا چاہیے، کسی دوسرے کی پناہ طلب کرنا جسکی طاقت اس میں نہیں سراسر شرک ہے۔مثلاً اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿و انہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا﴾ (الجن: 6) ''بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات کی پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے''۔

زمانۂ جاہلیت میں ایک رواج تھا کہ جب وہ سفر پر جاتے تو جس وادی میں قیام کرتے، وہاں جنات کی پناہ طلب کرتے جیسے علاقے کے بڑے اور رئیس کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔اسلام نے اس کو ختم کیا اور صرف ایک اللہ سے پناہ طلب کرنے کی تاکید کی۔ارشاد ربانی ہے:﴿و اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ ، انہ ھو السمیع العلیم﴾ (الاعراف:300)۔ ''اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے۔بلاشبہ وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

اور اگر ہم اپنی اولاد کو نظر بد اور دیگر اشیاء کی برائی سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم انہیں اللہ کی پناہ میں دے دیں جیسا کہ پیارے حبیب محمد ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنھما کے ساتھ کرتے تھے۔آپ ﷺ کی دعا یہ تھی:

أعیذکما بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ و من کل عین لامۃ ۔

(7) قسم کھانا

کسی خاص قسم کے کام کے لیے قسم کھایا جاتا ہے۔اللہ کے سوا کسی اور کا حلف لینا جائز نہیں ہے۔والدین کی، بھائی بہن کی، زندگی کی، کعبہ کی، اولیاء کی، انبیاء کی قسم کھانا حرام ہے۔نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من حلف بغیر اللہ فقد أشرک (مسند احمد) ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی یقیناً اس نے شرک کیا''

حلف باللہ کی تین اقسام ہیں: ☆لغو ☆معقدہ ☆غموس

لغو: وہ قسم ہے جو انسان بات بات میں بغیر ارادہ اور نیت کے کھاتا رہتا ہے۔جیسا کہ آج بھی ہم عربوں کو اس قسم کی قسم کھاتے ہوئے دیکھتے ہیں، اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

منعقدہ: وہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید اور پختگی کے لیے ارادتاً اور نیت کے ساتھ کھاتا ہے۔اگر وہ اپنی قسم توڑے گا تو اس کا کفارہ ہے۔ان دونوں قسموں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:﴿لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم و لکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من أوسط ما تطعمون أھلیکم أو کسوتھم.....﴾

(المائدۃ: 89)

ترجمہ: ''اللہ تعالی تمہاری قسموں میں سے لغو قسم پر تم سے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن مواخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کر دو، اسکا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجہ کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں.....''۔

غموس : وہ جھوٹی قسم جو انسان دھوکہ اور فریب دینے کے لیے کھائے، یہ کبیرہ گناہ ہے بلکہ اکبر الکبائر ہے۔لیکن اس پر کفارہ نہیں (تفسیر احسن البیان) (جاری)

October .indd 4 10/24/11 2:00 PM

اسلام میں انسانیت کی نجات ہے

شیخ نبیل عوضی

ایک روز میں IPC میں بیٹھا تھا، گرمی کا موسم تھا، ایک آدمی اسلام قبول کرنے کے لیے آیا، اس کا حال ان دیگر لوگوں کا سا تھا جو بحمداللہ IPC میں داخل ہوکر اسلام کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ آدمی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا..... داعی نے پوچھا: آخر آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں؟ کیا اس لیے کہ قبول اسلام کے بعد آپ کو سکون کا احساس ہو رہا ہے؟۔ آدمی کا جواب تھا: معاملہ اس سے بھی بڑا ہے، .....میرے ماں اور باپ.....''؟ داعی نے پوچھا: آپ کے ماں اور باپ کا کیا ہوا؟ آدمی نے کہا: میرے والدین اسلام میں داخل ہونے سے پیشتر فوت ہوگئے، ان کا انجام کیا ہوگا؟ میں نے الحمدللہ اسلام تو قبول کرلیا اور مجھے میرے رب نے گمراہی سے بچالیا تاہم میرے والدین اسلام کا تعارف حاصل کرنے سے پہلے ہی راہی ملک عدم ہوگئے۔

> مجھے بتاؤ کہ میرے والدین کا ذمہ دار کون ہوگا جو اس دنیا سے چلے گئے لیکن ان تک اسلام نہ پہنچ سکا۔

نومسلم روتا رہا اور ہم سب سے پوچھتا رہا کہ ''بھائیو! خدارا مجھے بتاؤ کہ میرے ماں اور باپ کا ذمہ دار کون ہوگا جو اس دنیا سے چلے گئے لیکن ان تک اسلام نہ پہنچ سکا، اللہ پاک نے مجھے تو نجات دے دی لیکن میرے والدین.....اس کا کیا حل ہے؟ ان کے لیے میں کیا کرسکتا ہوں؟''

سوال بڑا سخت تھا.....اس حالت میں مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی وہ حدیث یاد آگئی جب کہ آپ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کرتے ہوئے کہا تھا: میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہیں ملی تاہم میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی''۔

انسان متاثر ہوتا ہے اور اپنے ماں باپ کے بارے میں سوچتا ہے.....آج اربوں انسان اسلام سے کوسوں دور ہیں، انسانوں کے رب کی نہیں انسانوں کی عبادت کرتے ہیں، مسلمان دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ ہیں، بقیہ پانچ حصے دوسرے مذاہب کے ماننے والے ہیں، کتنے بتوں کی پوجا کرتے ہیں، کتنے گایوں کی پوجا کرتے ہیں، کتنے پتھروں کی پوجا کرتے ہیں، کتنے اللہ کے وجود کے منکر ہیں۔ ہم نے ان کے لیے کیا کیا اور ان کے تئیں کیا ذمہ داری نبھائی؟ اللہ تعالی نے اس امت کی بابت فرمایا ہے: ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے برپا کئے گئے ہو، نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو''۔ جی ہاں! تم بہترین امت ہو.....کس کے لیے برپا کئے گئے ہو.....؟ لوگوں کے لیے برپا کئے گئے ہو۔ ہم مسلمانوں کو غیروں پر فضیلت اس وجہ سے حاصل ہے کہ ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، بُرائی سے روکتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

میں اس نومسلم کے آنسوؤں کا منظر بھول نہیں سکتا.....اس کے سوال کی آواز اب تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

آخر ان ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کا ذمہ دار کون ہے جو روزانہ مر رہے ہیں، جن کی اکثریت اللہ پر ایمان نہیں رکھتی اللہ تعالی نے فرمایا: ''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہوگا وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا''۔ بروز قیامت چند لوگ آئیں گے اور کہیں گے: ''اے ہمارے پروردگار! میرے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا''۔ اگر ہم نے ان تک اسلام کی دعوت پہنچائی ہوگی تو ہم پر اللہ تعالی کا یہ فرمان صادق آئے گا: ''اِسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک ''اُمّتِ وَسَط'' بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ رہو''۔ یہ اس وقت جبکہ ہم تبلیغ کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے ہوں گے.....لیکن اگر کسی شخص نے اسلام کی تبلیغ نہیں کی، نصیحت نہیں کی اور لوگوں کو اللہ کا دین نہیں سکھایا تو آخر ان پر کیسے گواہ بن سکے گا۔

کل قیامت کے دن وہی لوگ کہیں گے: میرے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا.....میرے پاس کوئی داعی نہیں آیا.....میرے پاس کوئی مبلغ نہیں آیا.....میرے پاس کوئی ناصح نہیں آیا.....میرے پاس کوئی معلم نہیں آیا.....میرے پاس نیکی کا حکم دینے والا یا بُرائی سے روکنے والا نہیں آیا.....کوئی ایسا انسان نہیں آیا جو ہمیں کلمۂ توحید سکھا سکے۔

یہ آدمی.....اپنے ماں اور باپ پر حسرت سے رو رہا ہے، اور آج کتنے ایسے انسان ہیں جو اپنے والدین پر حسرت سے روتے ہیں؟ ہم اگر چاہیں تو.....ہر منٹ میں ایک انسان کو کفر پر مرنے سے بچا سکتے ہیں۔

تو آیئے! ہماری منزل ہے.....رسالت محمدیہ کی آفاقی تعلیمات جملہ انسانوں تک پہنچانا تاکہ ان کو انسانوں کی عبادت سے نکال کر انسانوں کے رب کی عبادت کرنے والوں میں شامل کیا جاسکے۔

جنت کی راہ

جودۃ فارس

بابول ہندوستان سے تعلق رکھنے والا ہندو مذہب کا پیروکار تھا، ڈرائیور کی حیثیت سے ایک کویتی گھرانے میں کام کرنے کے لیے آیا، اور IPC کی زیارت کرکے اسلام کا تعارف حاصل کیا۔ بالآخر اللہ پاک نے اس کا دل اسلام کے لیے کھول دیا چنانچہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا اور اپنا نام بلال رکھا۔

پھر حسب روایت IPC میں نومسلموں کے لیے مختص دروس میں حاضر ہونے لگا۔ اس نے دین سیکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کی اور اپنی ذات سے عہد لیا کہ برادران وطن تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے خود کو تیار کرے گا، اس طرح اس کی خواہش رنگ لائی اور وہ IPC میں معاون داعی کی حیثیت سے کام کرنے لگا، مسلسل محنت جاری رکھی یہاں تک کہ IPC کے امتیازی دعاۃ میں اس کا شمار ہونے لگا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر اللہ تعالی تمہارے ذریعہ کسی ایک شخص کو راہِ راست پر لادے تو تمہارے لیے سرخ اونٹ سے بہتر ہے'' اور دوسری روایت میں ہے ''.....دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔

اس داعی کا قصہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ IPC میں اس کی ملازمت کے پانچ سال کے اندر ایک ہزار لوگوں نے اس کے ہاتھ پر اسلام کی سعادت حاصل کی۔ مبارک ہو اسے یہ بے پناہ اجر و ثواب۔

شیخ بلال کا قصہ IPC کے ہزاروں نومسلموں کے قصوں میں سے ایک ہے جو ہمیں عہد نبوی، عہد صحابہ اور ان کے مابعد سنہرے ادوار کی یاد دلاتے ہیں، اور کیوں نہ دلائیں کہ آپ دیکھیں گے کہ ایک شخص IPC میں داخل ہوتا ہے پھر کلمۂ شہادت کی گواہی دینے کے بعد نمازیوں کے بیچ سے نکلتا ہے تو خوشی کے آنسو اس کے چہرے پر چھلک رہے ہوتے ہیں۔

> پانچ سال کے اندر ایک ہزار لوگوں نے اس کے ہاتھ پر اسلام کی سعادت حاصل کی۔

امسال IPC کا شعار ہے 'تعارف اسلام..... ہماری ذمہ داری ہے'۔ جی ہاں! اللہ کی قسم اس سے بڑھ کر ذمہ داری اور کیا ہوسکتی ہے، دعوت انبیاء و رسل اور صالحین کا طریقۂ کار رہا ہے۔ اور یہ علی الاطلاق ساری ملازمتوں میں سب سے افضل ملازمت ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''اس شخص کی بات سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے.....''۔

برادر عزیز! اگر آپ کسی غیر مسلم کو جانتے ہیں تو فوراً ہم سے رابطہ کریں ہمارے پاس غیر مسلموں کی زبان میں مختلف دعوتی وسائل اور ان کی زبان میں بات کرنے والے دعاۃ موجود ہیں۔

(ماہنامہ 'البشری' شمارہ اکتوبر سے ترجمہ)

October .indd 5 10/24/11 2:00 PM

صفات عالم محمد زبیر تیمی (کویت)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے چند اسباق



ابراھیم علیہ السلام کی انقلابی شخصیت میں دعوت وتربیت کے میدان میں کام کرنے والوں کے لیے بے شمار دروس اور اسباق پائے جاتے ھیں، زیر نظر مضمون میں ابراھیم علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے حاصل ھونے والے چند اسباق کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کی گئی ھے:

معاشرے سے سمجھوتہ کرنا داعی کی شان نہیں

ایک مومن جس ماحول اور معاشرے میں ہو اگر وہاں اللہ کے احکام پامال ہو رہے ہوں یا کفر وشرک کی گرم بازاری ہو تو وہ ہوا کے دوش پر نہیں چلتا بلکہ اصلاح معاشرہ کے لیے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

کفر وشرک سے اٹے سماج میں ابراہیم علیہ السلام نے آنکھیں کھولی تھیں، باپ پروہت تھا، باپ نے اپنے بیٹے کے لیے اسی گدی کا خواب دیکھا رہا ہوگا، اور آپ کے لیے بھی بہت آسان تھا کہ سماج کی دیرینہ روش پر چل پڑیں لیکن کیا ابراہیم علیہ السلام سماج میں ضم ہو گئے؟ نہیں، بلکہ معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا، اور دعوت کا آغاز اپنے پروہت باپ سے کرتے ہوئے گویا ہوئے: ''ابو جان! آپ ایسی چیز کی عبادت کیوں کر رہے ہیں جو نہ سن سکیں، نہ دیکھ سکیں اور نہ آپ کو کوئی فائدہ پہنچا سکیں.....'' (مریم42-43)

ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہایت شفقت اور پیار سے سمجھایا تھا لیکن باپ نے ایک نہ سنی اور دھمکی دی تو قطعاً مایوس نہ ہوئے اور قوم کے پاس آکر ان سے مخاطب ہو کر گویا ہوئے: ﴿مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾ (الانبیاء 52) ''یہ مورتیاں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو کیا ہیں''۔ ان کا صرف یہی جواب تھا کہ ﴿وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ﴾ (الانبیاء53) ''ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کی پوجا کرتے ہوئے پایا، اس لیے ہم بھی کر رہے ہیں''۔

آج بھی جہالت اور شرک وبدعت میں پھنسے مسلمانوں کو شرک وبدعت سے روکا جاتا ہے تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیسے ترک کر دیں جبکہ ہمارے آباء واجداد بھی یہی کچھ کرتے آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الانبیاء54) ''تم اور تمہارے آباء واجداد کھلی گمراہی میں تھے'' یعنی ہمارا اعتراض جو تم پر ہے وہی تمہارے اگلوں پر ہے، ایک گمراہی میں تمہارے اگلے مبتلا ہوں اور تم بھی اس میں مبتلا ہو جاؤ تو وہ بھلائی بننے سے رہی۔ (تفسیر احسن البیان)

جب بت پرست باپ اور قوم پر آپ کی دعوت کا اثر ظاہر نہ ہوا تو دعوت کے اسلوب کو بدلا اور چاند، ستاروں اور سورج کی پوجا کرنے والوں کو سمجھانے کے لیے اک دوسرا منطقی انداز اپنایا:

رات میں ستارہ کو نکلا ہوا دیکھا تو ان کے جم غفیر کے سامنے گویا ہوئے ''یہ میرا رب ہے'' لیکن جب ستارہ ڈوب گیا تو کہا: ''یہ میرا رب نہیں ہو سکتا''۔ کل ہو کر چاند کو نکلا دیکھا تو کہا ''یہ میرا رب ہے''، لیکن جب چاند بھی ڈوب گیا تو کہا کہ ''یہ میرا رب نہیں ہو سکتا''۔ صبح میں سورج کو نکلتا ہوا دیکھا تو کہا: ''یہ لگتا ہے میرا رب ہوگا کیونکہ یہ بہت بڑا ہے''، لیکن جب شام میں وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا: ''یہ بھی میرا رب نہیں ہو سکتا''۔ (الانعام76-79)

ابراہیم علیہ السلام اصل میں قوم کو بتانا چاہتے تھے کہ جو چھپتا ہو ظاہر ہوتا ہو، جو ڈوبتا ہو پھر طلوع ہوتا ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے۔

داعی مخالفتوں کے طوفان سے مایوس نہیں ہوتا بلکہ منصوبہ بندی کرتا ہے

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور قوم کو حکمت کے ساتھ اور منطقی انداز میں سمجھایا لیکن جب ان پر آپ کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا تو مایوس ہونے کی بجائے دعوت کے اسلوب کو بدلا اور مدعو کی عقل کو اپیل کرنے والا دوسرا زوداثر طریقہ اپنایا جس کی کیفیت یہ تھی کہ مندر کے سارے بتوں کو کلہاڑی سے پاش پاش کر دیا اور بڑے بت کو چھوڑ کر اس کی گردن میں کلہاڑی لٹکا دی۔ مقصد کفار ومشرکین کی عبادتگاہوں کو منہدم کرنا نہیں تھا بلکہ ان کے ذہن کی پرتیں کھولنا تھا، چنانچہ جب چہ میگوئیاں شروع ہوئیں اور ابراہیم علیہ السلام کو بحیثیت ملزم پیش کیا گیا اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ لغو حرکت تم نے کی ہے؟ اس پر آپ نے جواب دیا ''بلکہ اس کام کو ان کے بڑے بت نے کیا ہے تم اپنے ان معبودوں سے ہی پوچھ لو اگر یہ بولتے چالتے ہوں'' اس تحکمانہ جواب نے ان کو تھوڑی دیر کے لیے لاجواب کر دیا پھر بول اٹھے:

''تم تو جانتے ہی ہو کہ وہ بولتے نہیں ہیں''۔

اب ابراہیم علیہ السلام کو خاصا موقع مل گیا، اپنے صبر وبردباری کے باوجود ذرا تلخ لہجے میں ان سے مخاطب ہوئے:

''افسوس کہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکیں نہ نقصان، تُف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو، کیا تمہیں اتنی سی عقل بھی نہیں''۔ (الانبیاء67)

یہاں داعیان دین کو یہ سبق ملتا ہے کہ جب مدعو ان کی بات پر دھیان نہ دے رہا ہو تو مایوس ہونے کی بجائے ایسی پلاننگ کرنی چاہیے جو پہلے سے زیادہ زوداثر ہو۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی منصوبہ بندی میں بادشاہ وقت نمرود تک اللہ کا پیغام پہنچانا بھی تھا' جو الوہیت کا مدعی تھا اور رعونت وانانیت اس کی رگ وپے میں پیوست تھی، آپ نے مناظرانہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے بادشاہ کو دعوت دی تو اس نے وجود باری تعالی پر دلیل مانگی، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے''۔ نمرود نے جواباً کہا: یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں، یہ کہہ کر دو شخصوں کو بلوایا' جو واجب القتل تھے، ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو رہا کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی کند ذہنی اور لچرپن دیکھ کر اس کی دلیل کا تجزیہ کرنے کی بجائے دوسری دلیل پیش کر دی جو ظاہر پرستوں کے لیے صورتاً بھی مشابہت نہیں رکھتی تھی، آپ نے کہا: ''میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، اب تو اسے مغرب سے نکال دے''۔

October .indd 6 10/24/11 2:00 PM

اس کا ظاہری ٹوٹا پھوٹا جواب بھی اُس سے نہ بن سکا اور وہ بے زبان ہوکر بغلیں جھانکنے لگا۔

یہاں داعی کے لیے یہ سبق ہے کہ اگر اس کا مخالف یا حریف ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو داعی کو چاہیے کہ الفاظ کے پیچوں میں پھنسنے کی بجائے واضح اور مبرھن دلیل پیش کرے، نمرود نے لچر پن میں ایسی بودی دلیل پیش کی تھی ورنہ یہ لغوی، شرعی یا عقلی کسی اعتبار سے مردہ یا زندہ کرنا نہیں تھا۔ اس لیے ابراہیم علیہ السلام نے اس کی دلیل کا تجزیہ کرنے کی بجائے دوسری واضح دلیل پیش کردی کہ ماشاء اللہ جب تم زندہ اور مردہ کرسکتے ہو تو سورج کو پچھم سے نکال کر تو دکھادو۔ اُسی کو بلاغت کی اصطلاح میں 'افحام' یعنی عاجز کردینا کہتے ہیں۔

راہ حق کے سپاہیوں کی آزمائش ہوتی ہے

ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے ایک سبق یہ ملتا ہے کہ راہ حق کے سپاہیوں کی آزمائش بھی ہوتی ہے، جتنا ایمان مضبوط ہوگا اُسی کے تناسب سے آزمائش بھی ہوگی۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: اَشَدُّ النَّاسِ بَلاءً الانبِیَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُونَ ثُمَّ الأمثَلُ فَالأمثَلُ (ترمذی)

''لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے، پھر صالحین کی، پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے بندگان خدا کی ہوتی ہے''۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر سے بے گھر کردیئے گئے۔
- قوم کی سازش سے آگ میں ڈالے گئے۔
- مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہوئے جب اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کے ہمراہ مصر پہنچے تو وہاں کے ظالم بادشاہ نے اپنی عادت کے مطابق سارہ علیہا السلام پر بدنیتی سے ہاتھ رکھنا چاہا۔
- دین کی خدمت کے لیے پوری زندگی وقف کردی تھی پھر بھی تمنا کے باوجود بڑھاپے تک اولاد کی نعمت سے محروم رہے۔ کبرسنی میں ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔
- حکم ہوا کہ اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور اور اپنے لخت جگر اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے لق ودق ریگستان میں رکھ آیئے جہاں انسان تو کجا چرند و پرند کا بھی بسیرا نہ تھا۔
- پھر قرآن کے بیان کے مطابق جب اسماعیل علیہ السلام چلنا پھرنا سیکھ گئے تو ایک بڑی آزمائش یہ ہوئی کہ خواب میں حکم دیا گیا کہ اپنے نورِ چشم اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کردیجئے۔

غرضیکہ ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دعوت کی راہ میں پھولوں کی سیج نہیں بچھائی جاتی بلکہ پریشانیاں آتی ہیں، مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اللہ والوں کی وقتی طور پر آزمائش ہوتی ہے البتہ اس کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔

خود ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ہمیں یہ نمونہ کئی جگہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ چنانچہ آتش نمرود آپ کے لیے گل گلزار بن گئی۔ بدطینت بادشاہ نے تین بار بدنیتی سے سارہ علیہا السلام کی طرف ہاتھ اٹھایا اور تینوں بار اس کے ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگے، بالآخر ظالم بادشاہ سے نجات ملی اور ہاجرہ علیہا السلام خدمت کے لیے آپ کے حوالے کردی گئیں، اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اسماعیل اور ان کی ماں ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ کی بے آب وگیاہ سرزمین پر بسا آئے تو اللہ پاک نے ان کے لیے ''آب زمزم'' نامی چشمہ جاری کیا جو چار ہزار سال سے اب تک ہر مرض وغرض کے لیے کافی ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام تعمیل حکم میں اسماعیل علیہ السلام کی حلقوم پر چھری پھیرنے لگے تو آواز آئی: ''اے ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا'' اور جانور کی قربانی کی شکل میں اسے رہتی دنیا تک کے لیے یادگار بنادیا۔

ثبات قدمی کے لیے ہجرت ناگزیر ہے

ابراہیم علیہ السلام جب اپنے باپ، اور اپنی قوم سے بالکل ناامید ہوگئے اور دعوت کے لیے آبائی سرزمین سازگار نہ رہی تو سیدہ سارہ علیہا السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے ہمراہ سرزمین بابل کو الوداع کہتے ہوئے شام جاتے ہیں، وہاں سے حران، پھر فلسطین، پھر مصر پہنچتے ہیں، اس کے بعد مکہ کی وادیوں میں کئی مرتبہ آپ کی آمد ہوتی ہے۔ اس طرح آپ کی پوری زندگی ہجرت اور سفر میں گزرتی ہے۔

اس سے عام مسلمانوں کو بالخصوص نومسلموں کو یہ پیغام ملتا ہے کہ جس سرزمین پر اسلامی احکام کی بجا آوری میں رکاوٹ پیدا ہورہی ہو وہاں سے ہجرت کرکے ایسے مسلم معاشرہ میں منتقل ہوجانا چاہیے جہاں امن وامان سے دینی احکام کی بجاآوری کرسکیں اور خاطر خواہ طریقے سے اہل خانہ اور بچوں کی تربیت ہوسکے۔ علامہ البانیؒ نے سلسلة الأحاديث الصحيحة میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''نومسلموں کو چاہیے کہ وہ مشرکین سے مفارقت اختیار کرکے مسلمانوں کی آبادی کی طرف ہجرت کرجائیں، اس سلسلے میں بے شمار احادیث آئی ہیں جن کا مفاد نومسلموں کو غیر مسلموں سے علیٰحدگی اختیار کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

أنا بريء من كل مسلم يقيم بين أظهر المشركين ''میں ہر اس مسلمان سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جو مشرکوں کے درمیان قیام پذیر ہے''۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض لوگوں سے بیعت لیتے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ وہ مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرلیں گے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے لايقبل الله من مشرك بعدما أسلم عملاً او يفارق المشركين الى المسلمين ''جو مشرک اسلام قبول کرلے اس کا عمل اللہ پاک اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ مشرکوں کے بیچ سے ہجرت نہ کرلے''۔ اس قبیل کی بے شمار احادیث آئی ہیں جن کی تخریج میں نے ارواء الغلیل 5/29-33 میں کردی ہے۔

اس کے بعد علامہ البانی رحمہ اللہ عصر حاضر میں نومسلموں کی ہجرت سے بے اعتنائی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ عصر حاضر میں جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں الحمدللہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود غیر مسلموں سے مفارقت کے اس حکم کی بالکل پرواہ نہیں کرتے سوائے چند لوگوں کے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی دو وجہ ہوسکتی ہے:

(۱) آسائش دنیا کی لالچ: جو لوگ اپنے آبائی وطن میں روحانیت سے خالی پُرتعیش زندگی گزار رہے ہوتے ہیں' ایسے لوگوں کے لیے بالعموم مسلم علاقوں کی طرف منتقل ہونا مشکل ہوتا ہے۔

(۲) دوسری وجہ جو اہم ہے کہ اکثر لوگ ہجرت کے حکم سے ناواقف ہیں، اس میں وہ معذور سمجھے جائیں گے کیونکہ انہوں نے اس قبیل کی باتیں نہ ان داعیان دین سے سنی ہیں جن کی مترجم باتیں ان کی زبان میں عام ہورہی ہیں، نہ ان کی زبان بولنے والے داعیوں سے' جو ان کے پاس دعوت کے لیے جاتے ہیں کیونکہ ان میں سے اکثر لوگ فقہی بصیرت سے عاری ہوتے ہیں۔''

(سلسلة الأحاديث الصحيحة 6/847)

بہرکیف ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ان نومسلموں اور مسلمانوں کے لیے بہترین پیغام ہے جو غیر مسلم آبادیوں میں رہنے کی وجہ سے اسلامی شعائر کی کماحقہ ادائیگی نہ کرسکتے ہوں' وہ ہجرت کرکے مسلمانوں کی آبادی میں آجائیں۔

October .indd 7 10/24/11 2:00 PM

ترتیب: ادارہ

مکہ مکرمہ سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

ان دنوں دنیا کے کونے کونے سے عازمین حج کے قافلے حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ پہنچ رہے ہیں۔ غیرمسلموں کے ذہن ودماغ میں مکہ مکرمہ اورحج سے متعلق مختلف طرح کی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، ذیل کے سطور میں بعض غلط فہمیوں کا نہایت اختصار کے ساتھ ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حج مکہ ہی میں کیوں؟

سوال: آخر مسلمان پوری دنیا سے مکہ ہی حج کے لیے کیوں آتے ہیں؟ حج کے لیے آنے کی وجہ سے سفر کی دشواریاں ہوتی ہیں۔ اچھی خاصی رقم خرچ ہوتی ہے تو پھر حج کے لیے مکہ ہی جانے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: اس اعتراض کا سبب یہ ہے کہ حقیقت میں وہ حج کی حقیقت اور حکمتوں سے واقف نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان عام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے ﴿لیشھدوا منافع لھم﴾ ''تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں؟''۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آیت میں منافع سے مراد دنیوی اوراخروی دونوں طرح کے فائدے ہیں۔ حج سے حاصل ہونے والے چند اہم فائدے کچھ یوں ہیں:

جذبۂ عبودیت کی آبیاری: سب سے پہلے حج سے جذبۂ عبودیت کی آبیاری ہوتی ہے، مطلب یہ کہ انسان کے اندر اپنے بندہ ہونے کا جذبہ انتہائی مضبوط ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے لیے اپنا گھربار چھوڑتا ہے، سفر کی مشقتیں برداشت کرتا ہے، اس سفر میں زیادہ تر ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے، احرام کی چادریں پہنتا ہے تو وہ موت کو یاد کرتا ہے اوراس کی زبان پر ہمیشہ تلبیہ کے کلمات جاری رہتے ہیں۔ غرضیکہ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ کی یاد میں بسر ہوتا ہے، اس طرح اس کا باطن بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

تاریخی اور روحانی ماحول کا مشاہدہ: حج میں دوسرا فائدہ حاجی کو یہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ سرزمین حجاز میں پہنچ کر وہاں کے تاریخی اور روحانی ماحول کا اپنی پیشانی کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اسی سرزمین پر ہزاروں سال پہلے ابرہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بسایا تھا، پھر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور حج کا اعلان عام کیا تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے اسی جگہ سے دعوت کا



آغاز کیا تھا، اور یہیں پر ایمان والوں نے بے مثال قربانیاں پیش کی تھیں۔ اس طرح اس کے دل میں اس سرزمین کے چپے چپے سے محبت گھر کر جاتی ہے۔

اتحاد اور مساوات کا بے مثال مظاہرہ: حج کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں اتحاد اور مساوات کا بے مثال مظاہرہ ہوتا ہے۔ حج میں مختلف ملکوں سے مسلمان آتے ہیں۔ کوئی کالا ہے تو کوئی گورا ہے، کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے، کوئی جاہ ومنصب کا مالک ہے تو کوئی اس سے محروم۔ لیکن حج کے دوران سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ سب کے بدن پر ایک ہی لباس ہوتا ہے، سب کی زبانوں پر ایک ہی پکار ہوتی ہے، سب ایک ہی امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ جہاں بھی جانا ہوتا ہے سب ایک ساتھ جاتے ہیں، جہاں ٹھہرنا ہوتا ہے سب ایک ساتھ ٹھہرتے ہیں۔ اس طرح حج کے اندر پوری دنیا کے مسلمان خود کو ایک خاندان کے افراد محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حج کی حیثیت سالانہ عالمی اجتماع کی ہے، اس میں دنیا کے کونے کونے سے مسلمان شریک ہوتے ہیں۔ ایک حاجی کو دوسرے ملک کے حاجیوں سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے، اس طرح انہیں یہاں تربیت ملتی ہے کہ اپنی زندگی اجتماعیت کے ساتھ گزارنی چاہیے۔

(حقائق اسلام.....ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی)

ان حقائق کے علاوہ مکہ مکرمہ سے متعلق چند ایسے سائنسی انکشافات بھی سامنے آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حج کا مکہ مکرمہ میں ہونا ہی دینی عقلی اور فطری اعتبار سے مناسب ہے۔ جو یہ ہیں:

(1) **کعبہ مرکز عالم ہے:** 1977 عیسوی میں ایک جدید سائنسی انکشاف سامنے آیا کہ مکہ مکرمہ کرۂ ارضی کے بڑی حصہ کے بالکل وسط میں واقع ہے۔ اس تحقیق کا سہرا ایک مسلمان سائنسداں ڈاکٹر حسین کمال الدین کے سر جاتا ہے۔

(2) **مکہ مکرمہ مقناطیسی سرزمین:** کرۂ ارضی میں سب سے زیادہ کشش، جاذبیت، اور مقناطیسیت رکھنے والی سرزمین مکہ مکرمہ ہی ہے۔ یہ تحقیق ایک امریکی سائنسداں کی ہے جو بیسویں صدی کے وسط میں منظر عام پر آئی۔ (تفصیل کے لیے ماہنامہ مصباح شمارہ دسمبر 2008 کا مطالعہ کریں)

طواف کعبہ اور بت پرستی

سوال: بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ طواف کی کیا حکمت ہے؟ کیا یہ عمل ان لوگوں کے عمل کے مشابہ نہیں ہے جو اپنے بتوں کے گرد چکر لگاتے ہیں؟



جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حج کے بیشتر احکام ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خانوادے کی یادگار ہیں جو موحدین کے پیشوا تھے، جنہوں نے کعبہ کو توحید کا مرکز بنایا تھا اور طواف دراصل اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مخصوص طریقہ ہے جس طرح کہ نماز ہے بلکہ ایک حدیث میں خانہ کعبہ کے طواف کو نماز کے جیسے ہی کہا گیا ہے: الطواف بالبیت صلاۃ الا أن اللہ أباح فیه الکلام (رواہ الترمذی) ''خانۂ کعبہ کا طواف نماز کی طرح ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے اس میں گفتگو کو مباح قرار دیا ہے''۔

طواف کی حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں دستور تھا کہ لوگ جس کو قربان کرنا چاہتے تھے اس کے معبد کے چاروں طرف چکر لگاتے تھے، خانہ کعبہ کی تعمیر جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے مکمل کی تو اس کا طواف کیا۔ گویا یہ اس بات کی علامت تھی کہ انہوں نے اپنی زندگیاں صرف اللہ کے حوالے کردی ہیں۔

(حقائق اسلام.....ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی)

October .indd 8 10/24/11 2:00 PM

حجر اسود کو چومنا کیوں؟

سوال: حجر اسود۔یعنی کالا پتھر جو خانۂ کعبہ میں نصب کیا گیا ہے۔کے متعلق کتنے لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں بعض غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا بھی ایک قسم کی بت پرستی ہے؟۔

جواب: حالانکہ ان کا یہ قول سراسر باطل ہے کیوں کہ نبی



پاک ﷺ کی بعثت ہی بت پرستی کو مٹانے کے لیے ہوئی تھی

☆اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ بوسہ لینا عبادت تو نہیں البتہ محبت کی علامت ضرور ہے۔جیسے آپ کے پاس اپنے چہیتے بیٹے کا فوٹو ہو تو کسی وقت آپ اسے فرط جذبات میں چومنے لگتے ہیں۔اسی طرح اگر شوہر اپنی بیوی کو اور ماں اپنی اولاد کو بوسہ دے تو کیا یہ بت پرستی ہوئی،اولاد کی عبادت ہوئی؟ ہرگز نہیں۔

☆دوسری بات یہ ہے کے چونکہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ کر کے نمازیں ادا کرتے ہیں پھر جب وہ حج یا عمرہ کو جاتے ہیں تو اپنے خالق کی عظمت کے پیش نظر اور شریعت کے قاعدے کے مطابق اس گھر کا چکر لگاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے نشہ میں حجر اسود کو چومنے لگتے ہیں تو پھر یہ پوجا کیسے ہوئی؟

☆تیسری بات یہ ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا اس لیے نہیں ہے کہ وہ ہمارے نفع اور نقصان کا مالک ہے بلکہ یہ تو اتباع رسول ﷺ کے جذبہ کے تحت ہے۔اسی لیے عمر فاروقؓ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت فرمایا تھا: **انی لا علم أنک حجر لا تنفع ولا تضر ولولا أنی رأیت رسول اللہ ﷺ یقبلک ما قبلتک** (رواہ البخاری)

''میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے،اگر میں نے رسول ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہرگز نہ دیتا۔'' گویا کہ یہ دراصل اتباع رسول کا کرشمہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اسے چوما اس لیے ہم بھی چومتے ہیں۔

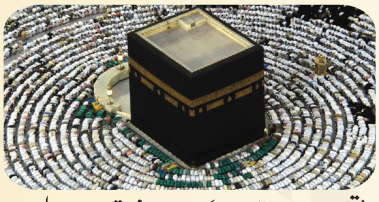
☆چوتھی بات یہ ہے کہ مسلمان تو حجر اسود کو چومتے اور کعبہ کا طواف کرتے وقت بھی ایک ہی اللہ کا گن گاتے ہیں بسم اللہ،سبحان اللہ،الحمدللہ جبکہ کفار بتوں سے مانگتے ہیں اور ان کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں،دونوں میں آسمان اور زمین کا فرق ہے۔

اور خانۂ کعبہ کے گرد چکر لگانے کو بتوں کا چکر لگانے جیسے نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ طواف میں تو دراصل شرک کی بیخ کنی ہوتی ہے۔کعبہ میں بت جیسی کوئی چیز تو ہے نہیں طواف بھی محض ایک اللہ کے لیے کیا جاتا ہے۔اور اگر یہی طواف کعبہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کا کیا جائے تو یہ شرک ہوجائے گا۔(سوئے حرم.....شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر)

قبلہ خانۂ کعبہ ہی کیوں؟

سوال: مسلمان کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز کیوں ادا کرتے ہیں؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم اجتماعیت قائم رکھنے کی خاطر ہے۔اور Unity اسلامی عبادت کی روح ہے، نماز ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس کی ادائیگی کے لیے مسجد میں جانے کا حکم دیا گیا پھر اس کا قبلہ بھی متعین کر دیا گیا،اگر



قبلہ متعین نہ ہوتا تو نماز کے وقت افراتفری کا عالم ہوتا۔ کوئی مغرب کی طرف،تو کوئی مشرق کی طرف،کوئی شمال کی طرف تو کوئی جنوب کی طرف رخ کرتا۔اور نماز کے وقت نمازیوں میں اختلاف ہوتا کہ امام کس طرف رخ کرے۔اس طرح قبلے کی تعیین کر کے اجتماعیت کو بحال کر دیا گیا اور سارے اختلافات کی جڑ کاٹ دی گئی۔اور چونکہ کعبہ پہلی عبادت گاہ ہے جسے اللہ واحد کی عبادت کے لیے قائم کیا گیا تھا اور پوری دنیا کے سینٹر میں واقع ہے۔ اس طرح جب پوری دنیا کے مسلمان خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں تو ان کے اندر بے پناہ اجتماعیت کا احساس ابھرتا ہے۔

(حقائق اسلام.....ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی)

مکہ مکرمہ میں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع کیوں؟

سوال: مکہ مکرمہ میں غیر مسلموں کے داخلہ پر پابندی کیوں ہے؟

جواب: یہ صحیح ہے کہ قانون کے تحت غیر مسلموں کو مکہ اور مدینہ جانے کی اجازت نہیں۔مندرجہ ذیل نکات اس پابندی کی وجوہ کو واضح کریں گے۔

ممنوعہ علاقہ: میں بھارت کا ایک شہری ہوں، پھر بھی مجھے کئی ممنوعہ علاقوں مثلاً فوجی چھاؤنی کی حدود میں



جانے کی اجازت نہیں۔ہر ملک میں کئی علاقے ایسے ہوتے ہیں جہاں اس ملک کے عام شہری کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہ لوگ جو باقاعدہ فوج میں شامل ہوں یا جن کا تعلق ملک کے دفاع سے ہو،صرف ان کو جانے کی اجازت ہوتی ہے۔اسی طرح اسلام بھی تمام انسانوں کے لیے عالمگیر مذہب ہے۔اسلام کی چھاؤنی یا ممنوعہ علاقہ صرف دو مقدس شہر مکہ اور مدینہ ہیں۔یہاں پر صرف وہ لوگ جو اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلام کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں وہی قدم رکھ سکتے ہیں۔

ایک عام شہری کے لیے یہ بات غیر منطقی ہوگی کہ وہ فوجی چھاؤنی میں داخلے پر پابندی کے سلسلے میں اعتراض کرے،اسی طرح غیر مسلموں کا یہ اعتراض بھی قطعی غلط ہے کہ مکہ اور مدینہ میں ان کے داخلے پر پابندی کیوں ہے؟

ویزا پالیسی: جب کوئی شخص کسی دوسرے ملک کا سفر کرتا ہے،سب سے پہلے اسے ویزے کی درخواست دینی پڑتی ہے جو گویا اس ملک میں داخل ہونے کا اجازت نامہ ہے۔ ہر ملک کے اپنے قوانین اور ویزا جاری کرنے کی شرائط ہیں۔اگر ان کے معیار اور شرائط کو پورا نہیں کیا جاتا تو ان کو داخلے کی اجازت نہیں ملتی۔

ویزا جاری کرنے والے ملکوں میں سب سے زیادہ سخت قوانین امریکہ کے ہیں،خاص طور پر جب تیسری دنیا کے لوگوں کو ویزا دینے کا معاملہ ہو۔ویزا حاصل کرنے سے پہلے ان کی بہت سی شرائط کو پورا کرنا پڑتا ہے۔

جب میں سنگاپور گیا تو ان کے امیگریشن فارم پر درج تھا کہ وہاں منشیات لے جانے والوں کے لیے موت کی سزا مقرر ہے اور ہر ایک کو اس قانون کی پابندی کرنا پڑے گی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ موت کی سزا وحشیانہ سزا ہے۔اگر میں ان کی شرائط سے متفق اور ان کے مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہوں تو مجھے وہاں جانے کی اجازت ہے۔

کسی بھی انسان کے لیے مکہ اور مدینہ جانے کی بنیادی شرط یا ویزا یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے کہے: **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** جس کے معنی ہیں ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں''۔

(اسلام پر 40 اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب،تالیف: ڈاکٹر ذاکر نائک)

October .indd 9 10/24/11 2:00 PM

حج اور عمرہ کا طریقہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ

سوال: مسلمان حج اور عمرہ کے اعمال کیسے ادا کرے؟

جواب: حج اور عمرہ کے اعمال کو ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مسلمان ان کو ایسے ادا کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تا کہ اس طرح وہ اللہ کی محبت اور مغفرت حاصل کر سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (آل عمران 31)۔ ''اے میرے رسول! لوگوں سے کہہ دو اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔''

اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لے جانے والے شخص کے لیے بہتر ہے کہ وہ حج تمتع کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے احرام کھول دے، پھر اسی سال حج کے لیے احرام باندھے۔ (حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دن ہیں۔)

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

جب آپ میقات پر پہنچیں اور احرام باندھنے کا ارادہ کریں تو اگر میسر ہو سکے تو اس طرح غسل کریں جیسے غسل جنابت کیا جاتا ہے اور خوشبو لگائیں، اس کے بعد ایک چادر کا تہہ بند بنالیں اور دوسری اوپر اوڑھ لیں، جبکہ عورت زیب و زینت کے علاوہ ہر کپڑے میں احرام باندھ سکتی ہے۔

احرام باندھنے کے بعد عمرہ کی نیت کرے لَبَّيْكَ عُمْرَةً ''میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں''۔ اور تلبیہ کہے ﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيكَ لَكَ﴾

ترجمہ: ''میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک ساری تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں اور سب نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں اور بادشاہت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

احرام میں دایاں کندھا صرف طواف کے دوران ننگا رکھا جائے۔ اس کے علاوہ ہر حالت میں اسے ڈھکا رہنا چاہیے۔

جب آپ مکہ پہنچیں تو بیت اللہ کے سات چکر لگا کر عمرہ کا طواف کریں، ہر چکر حجر اسود سے شروع کریں اور اسی پر ختم کریں۔ طواف کے دوران کوئی خاص دعا نہیں۔ چنانچہ آپ عربی یا کسی بھی دوسری زبان میں دعا کر سکتے ہیں۔

صرف رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پڑھنا چاہیے۔ پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کریں، اگر وہاں میسر نہ ہو تو کہیں دور بھی ادا کر سکتے ہیں۔ دو رکعت ادا کرنے کے بعد عمرہ کے لیے سعی کرتے ہوئے صفا مروہ کے سات چکر لگائیں، صفا پر چڑھتے ہوئے: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ.....﴾ پڑھیں۔ صفا پر چڑھ کر بیت اللہ کا رخ کرتے ہوئے تین مرتبہ 'اللہ اکبر' کہیں۔ پھر درج ذیل دعا کو تین بار دہرائیں اور ساتھ ساتھ اپنے اور مسلمان بھائیوں کے لیے جو دعا کرنا چاہیں کریں:

﴿لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَعَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾

پہلا چکر صفا سے شروع کریں اور آخری چکر مروہ پر ختم کریں۔ سبز نشانوں کے درمیان دوڑنا صرف مردوں کے لیے سنت ہے جبکہ عورتیں اطمینان و سکون سے چلیں۔ سعی مکمل کرنے کے بعد سر کے بال کٹوائیں اور منڈوانا افضل ہے۔ سوائے اس شخص کے جو حج تمتع کے لیے حج کے قریب مکہ آتا ہے تو اس کے لیے کٹوانا افضل ہے۔

لیکن مردوں کے لیے پورے سر کے بال کاٹنا ضروری ہے، صرف مختلف اطراف سے چند بال کاٹ لینا کافی نہیں۔ جبکہ عورتوں کو چوٹی سے پور برابر بال کاٹنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ہی آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا۔ اب آپ احرام کھول کر کپڑے پہن سکتے ہیں۔

حج کرنے کا طریقہ

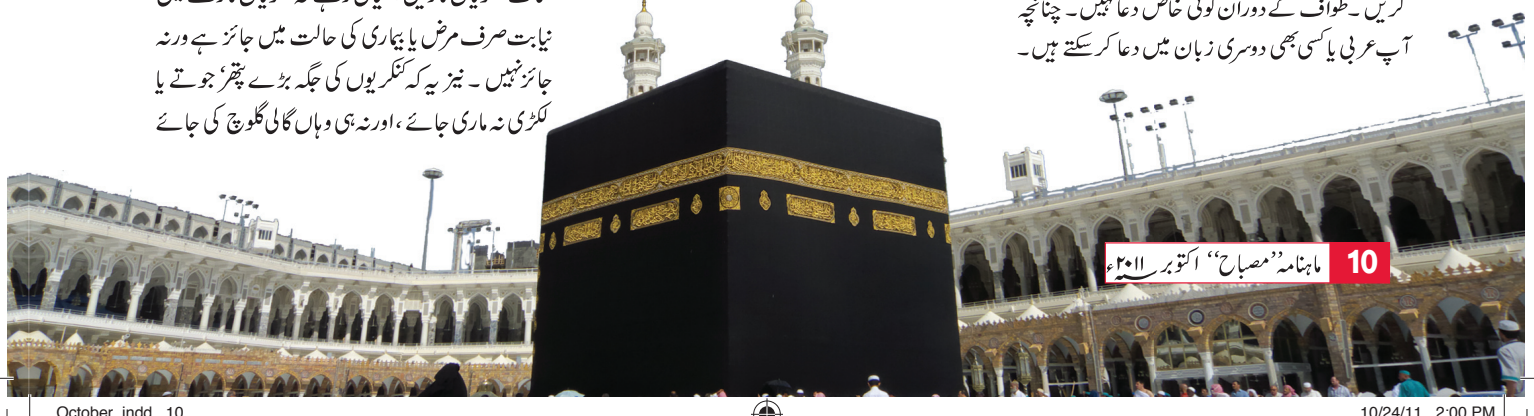
آٹھویں ذوالحجہ کی صبح اپنی قیام گاہ سے ہی احرام باندھیں، اگر میسر ہو تو احرام سے پہلے غسل کر لیں، احرام باندھ کر یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجّاً ''اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔'' ﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيكَ لَكَ﴾

اس وقت بیت اللہ کا طواف وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ حج کا احرام پہن کر سیدھے منی چلے جائیں اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں بغیر جمع کیے قصر (یعنی چار کی بجائے دو رکعت) ادا کریں۔

نویں ذوالحجہ کا جب سورج طلوع ہو تو عرفات کی طرف چلیں اور ظہر اور عصر کی نماز جمع اور قصر کر کے ادا کریں۔ میدان عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہریں اور قبلہ رخ ہو کر خوب دعا اور ذکر و اذکار کریں۔ خصوصاً ﴿لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

ظہر کے بعد غروبِ آفتاب تک عرفات کی حدود میں ٹھہرے رہیں۔ جب سورج غروب ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ کی طرف چلیں، مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز جمع اور قصر کر کے پڑھیں۔ اگر کسی وجہ سے آدھی رات تک مزدلفہ نہیں پہنچ سکے تو جہاں کہیں بھی ہیں وہیں یہ دونوں نمازیں ادا کر لیں۔ پھر فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے تک ٹھہریں تا کہ دعا اور ذکر و اذکار کر سکیں۔ اگر آپ کمزور یا ضعیف ہیں، بھیڑ میں کنکریاں نہیں مار سکتے تو آپ کو رات کے آخری حصہ میں منی جانے کی اجازت ہے تا کہ لوگوں کی بھیڑ سے پہلے کنکریاں مار سکیں۔ جب سورج طلوع ہونے والا ہو تو منی کی طرف چلیں اور وہاں پہنچ کر درج ذیل کام کریں:

(1) جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں: (بڑا جمرہ جو کہ مکہ کی طرف ہے) کو 'اللہ اکبر' کہتے ہوئے مسلسل سات کنکریاں ماریں، خیال رہے کہ کنکریاں مارنے میں نیابت صرف مرض یا بیماری کی حالت میں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ نیز یہ کہ کنکریوں کی جگہ بڑے پتھر، جوتے یا لکڑی نہ ماری جائے، اور نہ ہی وہاں گالی گلوچ کی جائے



October .indd 10 10/24/11 2:00 PM

کیونکہ کنکریاں مارنا عبادت ہے۔کنکریاں یک مشت مار دینا بھی صحیح نہیں۔

(2) **قربانی کریں**: اس کا گوشت خود بھی کھائیں اور غریبوں میں تقسیم کریں (قربانی کرنا' حج تمتع اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے)۔

(3) **سر کے بالوں کو کٹوائیں یا منڈوائیں** اور منڈوانا افضل ہے۔جبکہ عورت صرف انگلی کی پور کے برابر بال کٹوائے۔

کنکریاں مارنے اور بال کٹوانے کے بعد احرام کھول دیں اور عام کپڑے پہن لیں۔اس کے ساتھ ہی بیوی سے صحبت کے علاوہ احرام کی تمام ممنوعات ختم ہوگئیں۔

(4) **طواف افاضہ کریں**: اس کے بعد مکہ جا کر طواف افاضہ (طواف زیارت) کریں اور حج کی سعی (صفا و مروہ) کریں۔اگر طواف زیارت اور سعی' ہجوم کے سبب دس تاریخ کو نہیں کر سکے تو بعد میں جونہی ممکن ہو' کر سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی آپ کے لیے تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں حتیٰ کہ عورتوں سے مباشرت بھی جائز ہوگی۔

یہ اعمال اگر آسانی ہو تو ترتیب سے کریں: پہلے کنکریاں ماریں، پھر قربانی کریں، پھر بال کٹوائیں، پھر طواف کریں، پھر سعی کریں۔لیکن اگر کسی کام میں تقدیم یا تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

طواف اور سعی کرنے کے بعد آپ منیٰ واپس چلے جائیں اور گیارہ' بارہ ذوالحج کی راتیں وہاں گذاریں۔

گیارہ اور بارہ تاریخ کو سورج ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں، چھوٹے جمرے (جو کہ مکہ سے دور ہے) سے شروع کریں پھر درمیانے اور پھر بڑے کو یکے بعد دیگرے 'اللہ اکبر' کہتے ہوئے سات سات کنکریاں ماریں۔چھوٹے اور درمیانے جمرے کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلہ رُو ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔

ملاحظہ: ان دونوں میں سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مارنا صحیح نہیں۔

بارہ تاریخ کو کنکریاں مارنے کے بعد آپ کو منیٰ سے جانے کی اجازت ہے، بشرطیکہ آپ سورج غروب ہونے سے پہلے منیٰ سے چل پڑیں۔لیکن بہتر یہ ہے کہ تیرہ تک منیٰ میں قیام کریں اور سورج ڈھلنے کے بعد اسی طرح کنکریاں ماریں جیسے پہلے دو دن مارتے رہے ہیں۔اس کے ساتھ ہی آپ کا حج مکمل ہو جائے گا۔

جب آپ وطن کو واپسی کا ارادہ کریں تو اپنے عام کپڑوں میں بیت اللہ کے سات چکر لگا کر طواف وداع کریں جبکہ حیض اور نفاس والی عورت پر طواف وداع فرض نہیں ہے۔

ضروری باتیں

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والے کے لیے ضروری ہدایات یہ ہیں کہ:

(۱) حج اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا عظیم سبق ہے جس میں آپ بار ہا اور کئی مقامات پر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں۔وہ تلبیہ ﴿لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ،اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ﴾ جسے آپ حالت احرام میں بار بار پڑھتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے کا اعلان ہے۔صفا مروہ اور میدانِ عرفات میں پڑھی جانے والی دعائیں' اللہ کی توحید کا اقرار ہے۔چنانچہ آپ ان کے معانی پر غور کریں اور ان سے توحید رب ذوالجلال کا سبق حاصل کریں۔حج سے قبل اگر غیر اللہ کو پکارنے اور ان سے طلب حاجات یا دفعِ مشکلات جیسے شرک میں مبتلا ہیں تو حج کے اس درسِ توحید سے استفادہ کرتے ہوئے ایسے شرک سے توبہ کریں اور آئندہ صرف اللہ کی توحید پر قائم رہنے کا عزم کریں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ احکام کی بجا آوری کریں جیسا کہ نماز کا باجماعت اس کے اوقات میں ادا کرنا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے بے حیائی، برائی اور بیہودہ باتوں سے منع کیا ہے' ان سے پرہیز کریں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ﴾ (البقرۃ 197)

ترجمہ: ''جو کوئی ان دنوں حج کا احرام باندھ لے تو حج کے دوران بے حیائی کا کوئی کام، گناہ اور جھگڑا نہ کرے''۔

(۴) مسلمانوں کو اپنے قول و عمل سے تکلیف دینے سے اجتناب کریں چاہے، مقدس مقامات میں ہوں یا کسی دوسری جگہ ہوں۔

(۵) احرام کی حالت میں درج ذیل ممنوعہ چیزوں سے پرہیز کریں۔

- ناخن اور بال نہ کاٹیں۔لیکن اگر کانٹا وغیرہ لگ جائے تو اس کو نکال سکتے ہیں' چاہے اس سے خون ہی کیوں نہ نکل آئے۔
- احرام باندھنے کے بعد بدن' کپڑوں یا کھانے پینے میں خوشبو استعمال نہ کریں اور خوشبودار صابن سے مت نہائیں لیکن اگر احرام سے پہلے کی خوشبو کا اثر باقی ہو تو کوئی حرج نہیں۔
- شکار نہ کریں: شکار سے مراد ایسا خشکی کا جنگلی جانور ہے جس کا شکار حلال ہو۔
- بیوی سے مباشرت اور بوس و کنار نہ کریں۔
- نہ اپنے نکاح کا عقد کریں اور نہ کسی دوسرے کا۔نہ اپنے لیے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیں اور نہ کسی دوسرے کے لیے۔
- ہاتھوں میں دستانے نہ پہنیں' لیکن ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

ان ممنوعات میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔اس کے علاوہ بعض ممنوعات مردوں کے لیے خاص ہیں:

- مرد اپنا سر کسی متصل چیز (ٹوپی، رومال وغیرہ) سے نہ ڈھانپے، البتہ چھتری' گاڑی کی چھت یا خیمے سے سایہ حاصل کرنے یا سر پر سامان اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

قمیص، پگڑی، ٹوپی، شلوار اور بند جوتا نہ پہنیں لیکن اگر چادر نہ مل سکے تو شلوار پہن سکتے ہیں اور چپل نہ ملنے کی صورت میں بند جوتا پہن سکتے ہیں۔

مذکورہ اشیاء سے مشابہ چیزیں (قبا، شیروانی، ٹوپی اور بنیان) بھی پہننا منع ہے۔جبکہ جوتا انگوٹھی، عینک، کان میں لگانے والی مشین' گلے میں لٹکانے والی یا کلائی گھڑی اور نقدی رکھنے کے لیے بیلٹ وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں سلائی ہی کیوں نہ ہو۔اسی طرح خوشبودار صابن کے علاوہ کسی بھی چیز سے صفائی کی جا سکتی ہے۔بدن کو کھجلانے سے اگر بال گر جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

عورت احرام کی حالت میں نقاب نہ پہنے (نقاب وہ پردہ ہے جو آنکھوں کے سوا پورا چہرہ ڈھانپتا ہے۔اسی طرح برقعہ پہننا بھی منع ہے۔سنت یہی ہے کہ عورت اپنا چہرہ کھلا رکھے لیکن اگر غیر محرم لوگ پاس ہوں تو ہر حالت میں چہرہ ڈھانپنا ضروری ہے)۔



October .indd 11 10/24/11 2:01 PM

انٹرنیٹ کی مصیبت

مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

موجودہ دور کی ٹی وی سے کہیں زیادہ آگے بڑھی ہوئی ایک عام وبا انٹرنیٹ ہے، جسے کمپیوٹر کے پردے پر دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس کی بدولت ساری دنیا سمٹ کر ایک چھوٹے سے کمپیوٹر میں جمع ہوجاتی ہے، اس کے ذریعے انسان دنیا جہاں کے سارے اخبارات کو صرف کلک کرکے پڑھ اور سن سکتا ہے، دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھے ہوئے اپنے عزیز، دوست یا رشتہ دار کو ایک پیسہ خرچ کئے بغیر پلک جھپکنے سے پہلے اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے، صرف دو سکنڈ میں کسی سے بھی مفت میں بات کرسکتا ہے، دنیا کی ہر لائبریری کی کتابیں پڑھ سکتا، کسی بھی اسلامی ویب سائٹ میں جاکر مختلف زبانوں میں' دنیا کے مشہور ومعروف علمائے کرام کی تقاریر سن سکتا اور انکے فتاوے اور کتابوں سے استفادہ کرسکتا ہے، غرض کہ دنیا کے لاکھوں ویب سائٹس اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ اس کی ایک ہلکی سی جنبش کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ کب انہیں حکم کرے اور وہ اس کی خدمت میں پیش ہوں۔

لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود انٹرنیٹ ایک ایسا آزاد میدان ہے جس کے لیے انسانی دنیا نے آج تک کوئی ضابطۂ اخلاق، قاعدہ اور قانون نہیں بنایا، بلکہ ہر انسان کو یہ آزادی ہے کہ وہ اپنی ایک آزاد ویب سائٹ کھول کر اس میں جو چاہے مواد ڈال دے، یہی وہ کھلی چھوٹ ہے جس کی وجہ سے بے شمار خوبیوں والا انٹرنیٹ انسانیت کے لیے مضرت رساں بن گیا، لیکن افسوس کتنے ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنے گھر میں انٹرنیٹ لگا رکھا ہے اور بچوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے کہ وہ اس پر جو چاہے دیکھیں، انہوں نے کبھی اس کی پرواہ ہی نہیں کی کہ ہماری اولاد کہیں اس کا غلط استعمال تو نہیں کررہی ہے۔جن کے گھروں میں انٹرنیٹ نہیں انہوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کو شہروں میں مختلف جگہوں پر کھلے ہوئے ''انٹرنیٹ کیفے'' میں جانے کی خوشی خوشی اجازت دے رکھی ہے اور انہیں فخر بھی ہے کہ ان کی اولاد انٹرنیٹ پر بھی کام کرتی ہے۔ان میں سے بعض ''انٹرنیٹ کیفوں'' میں کیا ہوتا ہے اس کی ایک جھلک پاکستان سے شائع ہونے والے روزنامہ ''جنگ'' کے سنڈے میگزین میں ''نیٹ بیتیاں،، کے کالم میں چھپے اس واقعے میں دیکھئے:

ایک روح فرسا واقعہ

بی کام کے ایک طالب علم ریاض احمد رقم طراز ہیں:

''میں قارئین کو ایک روح فرسا واقعہ سنانا چاہتا ہوں جس میں نیٹ اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کا ہاتھ ضرور ہے۔ معاشرے میں جہاں اچھے لوگ ہیں وہاں ایسے لوگوں کی بھی کمی



نہیں جنہوں نے اپنا ضمیر اور ایمان کوڑیوں کے بھاؤ بیچ دیا ہے، یہ میری زندگی کا انتہائی افسوس ناک اور تلخ ترین واقعہ ہے۔

''مجھے روزانہ جس سڑک نما گلی سے گذرنا ہوتا تھا وہاں درمیانی درجے کی بہت سی دوکانیں تھیں، جن میں ایک انٹرنیٹ کیفے بھی تھا، کیفے پر چونکہ اچھی خاصی سرمایہ کاری کی گئی تھی اس لیے وہاں اکثر اونچی فیملیز کے لڑکے اور لڑکیاں آتے جاتے تھے۔ایک دن اس کیفے سے ایک لڑکی باہر نکلی، مجھے یوں محسوس ہوا کہ وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے، اچانک وہ چکرا کر زمین پر گر گئی لوگوں کا ہجوم اس کے اردگرد جمع ہوگیا، ان میں ایک آنٹی بھی تھیں، انہوں نے قریبی بیکری سے مجھے جوس لانے کے لیے کہا میرے واپس آنے تک لڑکی ہوش میں تو آچکی تھی لیکن عجیب سہمی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی، آنٹی نے اس کے پرس کی تلاشی کے دوران اس کے کالج کا کارڈ نکالا' جس پر اس کے گھر کا پتہ لکھا ہوا تھا، آنٹی نے قریب کھڑی ٹیکسی میں لڑکی کو بٹھایا، خود بھی بیٹھیں اور مجھے بھی ساتھ چلنے کو کہا' کارڈ پر درج پتے کے مطابق جب ہم مطلوبہ گھر تک پہنچے تو ایک خاتون نے بہت گھبراہٹ کے عالم میں دروازہ کھولا' شاید وہ اس لڑکی کی والدہ تھیں، میں نے انہیں تسلی دی اور ساتھ ہی اپنا نام اور فون نمبر بھی بتادیا کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ مجھے بلاسکتی ہیں۔

اچانک ایک روز فون کی گھنٹی بجی' میں نے فون اٹھایا تو کوئی لڑکی فون پر تھی' اس نے مجھے کیفے والا واقعہ یاد دلایا پھر اس نے مجھ سے صرف اتنا کہا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتی ہے، جب وقت مقررہ پر میں وہاں پہنچا تو وہ پہلے سے ہی موجود تھی، میں نے سلام کے فوراً بعد ہلانے کا مقصد دریافت کیا تو اس نے کہا کہ: میں بہت مصیبت میں ہوں اور مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔اس نے بتایا کہ وہ درمیانے طبقے کے لوگ ہیں، وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہے اور انٹر کی طالبہ ہے، کچھ دنوں پہلے اس کی دوستی ایک اعلیٰ گھرانے کی لڑکی سے ہوئی جو اس کے ساتھ ہی پڑھتی تھی، اس کے بہت سے مشاغل تھے جن میں سے ایک چاٹنگ کرنا بھی تھا، اس کے اپنے گھر میں کمپیوٹر تھا، لیکن وہ کالج کے قریب ہی واقع ایک کیفے میں جایا کرتی تھی، وہ مجھے صبح شام چاٹنگ کے فوائد بتایا کرتی، اس نے ایک دو دفعہ مجھے بھی کیفے ساتھ چلنے کو کہا، پہلے تو میں منع کرتی رہی، لیکن ایک دن اس کے بے حد اصرار پر اس کے ساتھ کیفے چلی ہی گئی۔میں جب کیفے میں داخل ہوئی تو وہاں کا ماحول عجیب پُراسرار سا لگا، ایک سیدھی سی گلی اور اس کے دائیں بائیں بہت سے کیبنز۔ان کیبنز کے باقاعدہ دروازے بھی موجود تھے جو اندر سے بند کئے جاسکتے تھے ہم نے بھی ایک کیبن کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ گئے، پھر اس نے ایک ویب سائٹ کھولی اور مجھے سائٹس کھولنے اور چاٹ کرنے کے طریقے بتانے لگی، اس وقت بہت سے لوگ مختلف ناموں سے آن لائن تھے، کچھ دیر تک وہ بھی پیغام بھیجتی اور پڑھتی رہی، تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے مجھے آپریٹ کرنے کو کہا اور خود پانی پینے کے بہانے سے چلی گئی، میں نے کچھ دیر تک کمپیوٹر پر الٹے سیدھے ہاتھ مارے، جب دس منٹ ہوگئے اور واپس نہ آئی تو میں کچھ خوف زدہ سی ہوگئی، میں نے کمپیوٹر بند کرنا چاہا کہ اچانک مجھے ایک عجیب سی بُو محسوس ہوئی اور پھر مجھے مسلسل چکّر آنے لگے، میں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی، مگر میں نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی کہ اچانک دو سائے کیبن میں داخل ہوئے اور اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہیں تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوا، تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد میں ہوش میں آئی تو مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوا، میں نے گھبراہٹ کے عالم میں کیبن کا دروازہ کھولا اور باہر کی طرف بھاگی، اچانک کاؤنٹر پر کھڑے شخص نے جو کہ دروازے کے بالکل ساتھ ہی لگا کھڑا تھا، دھمکی آمیز لہجے میں کہا کہ: ''دیکھو! یہاں جو کچھ ہوا ہے کسی کو اس کی خبر نہ ہو،، میں گرتی پڑتی باہر نکل آئی اور یہ وہی وقت تھا جب آپ نے مجھے اٹھا کر گھر پہنچایا۔''

ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے میں کالج سے گھر کے لیے نکلی، ذرا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک موٹر بائیک والا میرے قریب آکر رُکا، اس نے مجھے ایک لفافہ پکڑایا۔اس میں ایک خط اور کچھ تصویریں تھیں، جب میں نے تصویریں دیکھیں تو میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، کیونکہ وہ سب کی سب میری تھیں، اپنی نیم برہنہ تصویریں دیکھ کر میری حالت ''بدن میں کاٹو تو لہو نہیں'' والی تھی۔خط میں ایک پتے کے ساتھ یہ عبارت درج تھی: ''اس پتے پر پہنچ جاؤ ورنہ یہ تصویریں تمہارے گھر بھی بھجوائی جاسکتی ہیں''۔(روزنامہ ''جنگ'' سنڈے میگزین یکم دسمبر 2002)

انٹرنیٹ کی آگ نے اس معصوم بچی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اللہ نہ کرے کہ یہ منحوس آگ ہمارے بچوں اور بچیوں کے خرمنِ زندگی کو بھسم نہ کردے ؎

اے چشمِ اعتبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

October .indd 12 10/24/11 2:01 PM

دینی مدارس اور معاشی تعلیمات

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

عصر حاضر میں اسلام کے معاشی نظام کے مطالعہ اور اس کی مشکلات کو حل کرنے کی اہمیت اس لیے بڑھ گئی ہے کہ جنگ عظیم اول کے بعد معاشی نظام کے اعتبار سے دنیا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تھی، سرمایہ داری اور کمیونزم، ان دونوں نظاموں کی کشمکش اور آویزشیں اتنی بڑھتی گئیں کہ بعض اوقات تو دونوں بلاک میں ایٹمی جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی، 1992ء کے بعد جب روس پارہ پارہ ہوا، تو گویا اشتراکی نظام کا دارالخلافہ ہی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب سرمایہ دارانہ نظام بلاشرکت غیرے پوری دنیا پر حاوی ہے یا ہونے کے لیے کوشاں ہے، اب اس وقت دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام کے مقابل اگر کوئی نظام ہے تو وہ اسلام ہے، یہی وہ حقیقت ہے، جو سرمایہ دارانہ ممالک کو مضطرب کئے ہوئی ہے، کیوں کہ وہ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ اسلحہ سے زمینیں فتح کی جاسکتی ہیں، فکر ونظر کو جیتا نہیں جاسکتا، اس لیے آخر مسلمانوں کے فاتح 'اسلام کے مفتوح بن گئے۔

یہی وجہ ہے کہ اس وقت مغرب اسلام کے معاشی سماجی قوانین کو معاشی وسماجی ترقی میں رکاوٹ اور معاشی اداروں کے استحکام کے لیے نقصاندہ قرار دیتا ہے اور اسلامی مالیاتی اداروں کو ناکام کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے، ان حالات میں فقہائے اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ موجودہ دنیا...جو صنعتی ترقی کے اوج کمال پر ہے اور جس نے مشرق ومغرب کے فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے...کی ضرورتوں کو پورا کرتے اور دشواریوں کو حل کرتے ہوئے اسلامی معاشی نظام کا ڈھانچہ بنائیں اور جو معاشی ادارے آج کی ضرورت بن چکے ہیں ان کو اسلامی پیکر عطا کریں، نیز انہیں سرمایہ دارانہ نظام کی ناانصافی سے بچاتے ہوئے لوگوں کے لیے قابل عمل بنائیں، موجودہ حالات اس کے لیے موزوں ترین حالات ہیں، کیوں کہ 2008ء سے پوری دنیا جس مالی بحران سے دوچار ہے اور جس نے معاشی دنیا میں ایک زلزلہ سا برپا کردیا ہے، اس نے سرمایہ دارانہ نظام کی ناکامی کو پوری طرح واضح کردیا ہے، حالاں کہ مغربی طاقتیں کھل کر یہ کہنے کو تیار نہیں ہیں، لیکن دبے لفظوں میں بعض حقیقت پسند ماہرین اس کا اعتراف بھی کررہے ہیں، اس لیے اس وقت خاص طور پر اس دور



کے فقہاء کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

اس وقت مالیاتی نظام میں تین اداروں کی خاص اہمیت ہے، بینک، اسٹاک ایکسچینج اور انشورنس کمپنیاں۔ یہ تینوں ادارے موجودہ صنعتی دور کے لیے ضرورت کا درجہ رکھتے ہیں، بینک کھاتہ داروں کی رقم کی حفاظت کرتا ہے، بروقت اس کی واپسی کو یقینی بناتا ہے، کاروباری مقاصد اور دوسری ضرورتوں کے لیے بڑے بڑے قرضے دیتا ہے، رقوم کی ترسیل میں واسطہ بنتا ہے، اپنے کھاتہ داروں کو نفع دیتا ہے، شیئرز کمپنیاں بڑے کاروبار کے لیے رقم فراہم کرنے کا نہایت اہم ذریعہ ہیں، اس کے ذریعہ عام لوگ بڑی بڑی کمپنیوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں اور اپنا سرمایہ لگا سکتے ہیں، بھاری صنعتوں، فاصلاتی تجارت اور ایکسپورٹ امپورٹ، صنعتی فضلات کی کثرت کی وجہ سے خطرناک بیماریوں کی کثرت ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی وجہ سے خطرات کا مداوا انشورنس سے ہوتا ہے، اس لیے ہم ان اداروں کو غیر ضروری نہیں کہہ سکتے اور ایسے حالات میں جب کہ عالمی سطح پر معیشت باہم مربوط ہوگئی ہے، ایسے اداروں کے بغیر کسی ملک کے وجود کا تصور بھی نہیں کرسکتے؟ مگر افسوس کہ آج ان اداروں کی نشوونما جن دماغوں کے ذریعہ ہورہی ہے انہوں نے ان مفید اور اہم خدمات انجام دینے والے اداروں کے رگ وریشہ میں ربا وقمار کو داخل کردیا ہے، اب ہمارا فرض ہے کہ جیسے مریض کے جسم کو بچاتے ہوئے اس کی بیماری کا علاج کیا جاتا ہے، اسی طرح ہم ان اداروں کو باقی رکھتے ہوئے اس کی خامیوں کو کودور کریں اور اسے پوری طرح اسلام کے رنگ میں رنگ دیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں سود، قمار اور محرمات سے پاک بینک، انشورنس، میوچول فنڈ اور شیئرز میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ اسلامی بینکنگ کی کوششوں میں مسلمانِ ہند کو اولیت حاصل ہے، تو غلط نہیں ہوگا، کیوں کہ 1891ء میں حیدرآباد دکن میں بغیر سودی سوسائٹی پہلی بار قائم ہوئی، حیدرآباد ہی میں 1925ء میں انجمن امداد قرض بلا سود کا قیام عمل میں آیا، غالباً 1936ء میں مسلم فنڈ قائم ہوا، اس کے علاوہ بھی ہندوستان کے شمالی اور جنوبی علاقوں میں بعض ادارے قائم ہوتے رہے، عالم اسلام میں اس کا نقطۂ آغاز مصر کے ایک قریہ 'مت غمر' کو قرار دیا جاتا ہے، جہاں 1962ء میں غیر سودی کوآپریٹیو بینک کا قیام ہوا، اسلامی بنکوں کے لیے استثمار کا بھی سب سے پہلا ماڈل مضاربہ ماڈل کے نام سے الٰہ آباد کے ایک پروفیسر نے پیش کیا، 1974ء میں دبئی اسلامی بینک قائم ہوا، جو ایک مکمل بینک تھا، 1975ء میں (IDB) کا قیام عمل میں آیا اور 1976ء میں شاہ فیصل سے منسوب سوڈان اور بحرین وغیرہ میں اسلامی بینک قائم ہوئے، جس کے بانی شاہ فیصل کے صاحبزادے محمد الفیصل تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں اسلامی بینکنگ کو پذیرائی حاصل ہورہی ہے، یہاں تک کہ غیر مسلم مالکان بھی مسلمانوں کا سرمایہ حاصل کرنے کے لیے اپنے یہاں اسلامی استثمار کا کاؤنٹر کھول رہے ہیں، اور غیر مسلم کمپنیاں بھی اسلامی انشورنس کی دہائی دے رہی ہیں، ان حالات میں ایک طرف تو ایسے افراد کی ضرورت ہے جو جدید معاشی نظام سے واقف ہوں اور فقہ اسلامی پر ان کی گہری نظر ہو، دوسری طرف ان اداروں کی نگرانی کی ضرورت ہے تاکہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے یہ ادارے صحیح راستے سے منحرف نہ ہوجائیں اور دین کے نام پر بے دینی کو رواج دینے کا ذریعہ نہ بن جائیں، ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ دینی مدارس میں اسلامی معاشیات کو داخل کیا جائے کیوں کہ ملت کے مختلف کاموں کے لیے افراد سازی کا اس سے بڑا اور کوئی مرکز نہیں، ان کی حیثیت پاور ہاؤس کی ہے، جس سے امت کے تمام کاموں کے لیے انرجی حاصل ہوتی ہے، یہ امت کے لیے قلب کا درجہ رکھتے ہیں، جو جسم کے ایک ایک عضو کو خون پہنچاتا ہے۔

(مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی تحریر سے اقتباس)

October .indd 13 10/24/11 2:01 PM

پروفیشنل کورسیز، روشن وتابناک مستقبل کے ضامن

انیس فاطمہ (حیدرآباد)

آج کے اس دور جدید میں ہر انسان برق رفتاری کی زندگی جینے پر مجبور ہے۔ اسی وجہ سے لوگ زیادہ پروفیشنل بھی ہوگئے ہیں۔ایک وہ زمانہ تھا، جب ایک ہی گھر میں مشترکہ فیملی کے طور پر بہت سارے افراد رہا کرتے تھے، تاہم ان میں کمانے والے ایک یا دو فرد ہی ہوا کرتے تھے اور دیگر تمام افراد کھانے والے ہوتے تھے۔انہیں کوئی فکر یا تشویش نہیں ہوتی تھی لیکن اب زمانہ کافی بدل چکا ہے، برقی آلات نے انسانی زندگی میں زبردست تبدیلیاں رونما کی ہیں۔آج کے طالب علم پڑھائی کے ساتھ ساتھ جیب یا پاکٹ منی نکالنا بھی ناگزیر محسوس کرنے لگے ہیں۔اسی وجہ سے وہ روایتی کورسیز کو نظر انداز کرکے پروفیشنل کورسیز کو اہمیت دے رہے ہیں۔ویسے حقیقت بھی یہی ہے کہ آج کے دور کی ضرورت پروفیشنل کورسیز ہی ہیں۔اگر کالجز میں انہیں نمایاں کیا جارہا ہے تو وہ اس لیے کیونکہ اب کیریئر بنانے کی عمر 25 یا 30 سال نہیں بلکہ گریجویشن کے بعد کی ہوگئی ہے۔یعنی 2+10 کے بعد کے تین سالوں کی پلاننگ آپ ایسے کریں کہ گریجویشن ختم ہونے تک آپ کے پاس ایک بہتر تکنیکی صلاحیت موجود ہو، جس کی بنیاد پر آپ چاہیں تو فوراً ہی ملازمت حاصل کرسکتے ہیں۔ایسا بھی نہیں کہ روایتی کورسیز کی ضرورت نہیں رہی۔لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر آپ کو اچھی تنخواہ حاصل کرنی ہے اور اپنی ایک خاص اور منفرد شناخت بنانی ہے تو کوئی پروفیشنل کورس آپ کو کرنا ہی ہوگا۔

روایتی کورسیز کا انتخاب کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ کورسیز کسی مضمون کے مختلف پہلوؤں سے آپ کو متعارف کراتے ہیں۔یہ تجرباتی قوت کے ساتھ ساتھ آپ کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔لیکن کسی ایک تکنیک میں آپ کو کیریئر بنانے کا موقع نہیں دیتے۔جن کا نصب العین ٹیچنگ یا تحقیقی میدان میں اپنی پہچان بنانا ہوتا ہے، تو ان کے لیے بی اے اور ایم اے کی ڈگری خاصی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

آج کے اس جدید دور میں پروفیشنل کورس کرنے والے امیدوار کو ملازمت میں کافی اہمیت دی جاتی ہے۔یہ بھی حقیقت ہے کہ بی اے اور ایم اے کی اہمیت ختم ہوتی جارہی ہے۔آج کے جدید دور کے تناظر میں اعلیٰ تعلیم بی اے اور ایم اے کے نصاب کو دوبارہ تیار کیا جائے اور اس نصاب کو بہترین روزگار کا حامل بنایا جائے۔ملازمت کے بازار میں آج یہ حالت ہے کہ ایک بی سی اے یا ایم سی اے ڈگری یافتہ طالب علم کو ملازمت تو مل جاتی ہے، لیکن اسی جاب کے لیے بی ایس سی فزکس والے طالب علم کو کمپنیاں نظر انداز کردیا کرتی ہیں۔

میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹرس اور مینجمنٹ سے متعلق زیادہ تر کورسیز کو پروفیشنل کورسیز کی فہرست میں شامل رکھا جاسکتا ہے۔ تو آیئے چند پروفیشنل کورسیز کے بارے میں جانکاری حاصل کریں:

☆ **ہوٹل مینجمنٹ** : ہوٹل مینجمنٹ ٹریننگ کورس کے بعد ہوٹل و ریسٹورنٹ، ائیر لائنس کیٹرنگ، کلب مینجمنٹ، کروزشپ ہوٹل مینجمنٹ، ہاسپٹل کیٹرنگ، انسٹی ٹیوشنل مینجمنٹ وغیرہ جیسے کورسیز میں کیریئر کے وسیع تر امکانات ہیں۔ہوٹل مینجمنٹ اینڈ کیٹرنگ ٹیکنالوجی کے علاوہ بی ایس سی (ہوٹل مینجمنٹ) کا کورس آپ کو اس میدان میں بہتر کیریئر عطا کرسکتا ہے۔یہ کورسیز نجی اداروں سے بھی کئے جاسکتے ہیں اور جن کے لیے آپ آل انڈیا لیول (کل ہند سطح) کا داخلہ ٹیسٹ بھی دے سکتے ہیں۔

☆ **میڈیکل**: میڈیکل کے شعبے میں فزیشن، ڈینٹسٹ یا ایکسرے ٹیکنیشن، فزیوتھیراپسٹ یا دیگر اسپیشلائزیشن کے ذریعے آپ اپنی ایک الگ اور منفرد شناخت بنا سکتے ہیں۔اس میدان میں ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ کے لیے کیریئر کی راہیں ہموار ہوجاتی ہیں۔بعد ازاں اپنی پریکٹیس کے ساتھ ہی آپ میڈیکل اداروں میں خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

میڈیکل ہی نہیں پیرا میڈیکل، ایم فارما، بی فارما کے شعبے میں بھی 2+10 کے بعد مختلف پروفیشنل کورسیز آپ کے لیے دستیاب ہیں۔نرسنگ (بی ایس سی نرسنگ) ریڈیولوجی (بی ایس سی ریڈیولوجی) میڈیکل لیب ٹیکنالوجی (بی ایس سی ایم ایل ٹی) آپٹومیٹری (بی ایس سی آپٹومیٹری، فارمیسی، بی فارما) کے شعبے میں بھی گریجویٹ کورسیز کرسکتے ہیں۔ایم بی بی ایس کے کورس کے لیے کل ہند سطح کا پری میڈیکل انٹرنس ٹسٹ دینا ہوتا ہے۔

☆ **بزنس مینجمنٹ** : بزنس مینجمنٹ میں کیریئر حاصل کرکے اپنے مستقبل کو سنوارنے کے لیے بے شمار امکانات موجود ہیں۔طالب علموں کا رجحان بھی اس جانب بہت تیزی سے بڑھتا جارہا ہے۔اس کورس میں طلبہ کو تجارت یا بزنس کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں تفصیل سے جانکاری مہیا کی جاتی ہے۔مارکیٹنگ، فینانس، ہیومن ریسورس ڈیولپمنٹ اس میدان کے اہم و مخصوص مضامین ہیں۔گریجویشن لیول پر بی اے اور پوسٹ گریجویشن کے بعد ایم بی اے ڈگری حاصل کرنا لازمی ہے

☆ **آئی ٹی (انفارمیشن ٹیکنالوج)** آئی ٹی یعنی انفارمیشن ٹیکنالوجی میں براہ راست روزگار حاصل کرنے والے امیدواروں کی تعداد دس لاکھ کو عبور کرچکی ہے۔اس میں بلا واسطہ آئی ٹی کے ذریعے روزگار پانے والوں کو بھی جوڑ دیا جائے تو یہ تعداد لگ بھگ 25 پچیس لاکھ سے بھی زیادہ ہوجائے گی۔اس میدان میں نیٹ ورکنگ، سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ، ویب ڈیزائننگ، میڈیکل ٹرانکرپشن جیسے شعبوں کے علاوہ اعلیٰ تکنیک پر مبنی کئی دیگر شعبے بھی منظر عام پر آرہے ہیں۔ان میں کیریئر بنانے کے لیے آپ کو گریجویٹ سطح پر ہی انفارمیشن سسٹم میں اسپیشلائزیشن مہیا کروایا جاتا ہے، اس میں آپ کو بی ایس سی کی ڈگری دی جاتی ہے۔آئی ٹی آئی، بی ٹیک، ایم سی اے اور بی سی اے جیسے کورس بھی کروائے جاتے ہیں۔

☆ **ٹور اینڈ ٹراویل مینجمنٹ** : ٹورازم یا سیاحت کے میدان میں روزگار کے وسیع تر امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف سرکاری اور نجی ادارے اس میدان میں سرٹیفکیٹ، ڈپلوما اور ڈگری کورسیز چلا رہے ہیں۔دنیا کے مختلف ممالک کی سیر کرنے اور گھومنے کا شوق رکھنے والے لوگوں کے لیے یہ ایک ایسا کیریئر ہے جس میں آپ اپنا شوق پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی آمدنی بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

☆ **کال سینٹر اور بی پی او** : غیر ملکی اور ملکی کمپنیاں کال سینٹر اور بی پی او کے ذریعے سے اپنے گاہکوں کو بہتر سے بہتر سہولیات مہیا کروارہی ہیں۔اس میں نوجوان پروفیشنلز کی کافی مانگ رہتی ہے۔اس شعبے میں داخلے کے لیے صبر وتحمل، پوری توجہ اور انہماک سے سننے کی صلاحیت، عمدہ کمیونیکیشن اسکیل، گاہکوں کے تئیں خدمت کا جذبہ اور ٹیم کے ساتھ کام کرنے وغیرہ جیسی خاصیت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔زبان کا زائد علم مثبت پوائنٹ ہے۔

نجی اداروں کے ذریعے چلایا جانے والا 3 تا 6 ماہ کی مدت پر مشتمل سرٹیفکیٹ کورس کرنے کے بعد اس شعبہ میں داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔آئندہ سال اس شعبے میں زائد از ڈھائی لاکھ لوگوں کو روزگار ملنے کا امکان ہے۔مالی خدمات، کریڈٹ کارڈ، کمپیوٹر ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر، ائیر لائنس، انٹرنیٹ خدمات اور بیمہ وغیرہ کے کاروبار کے لیے کمپنیاں کال سینٹرز کا سہارا لے رہی ہیں۔تیزی سے ابھرنے والی اس فیلڈ میں روزگار کے امکانات دیگر شعبوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔

☆ **جرنلزم** : موجودہ دور میں میڈیا اور صحافت کے تئیں نوجوانوں کا جو رجحان ہے وہ کافی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ایسے میں الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، اور اخبارات میں روزگار کے وسیع متبادل ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔آئے دن نئے نئے چینلوں اور میڈیا اداروں نے نوجوانوں کو اس جانب متوجہ کر رکھا ہے۔موجودہ وقت میں نوجوانوں کے لیے جرنلزم ایک گلیمرس کیریئر کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا۔اس میدان میں رپورٹرز، سب ایڈیٹرز، پروڈکشن ایگزیکٹیوز، کیمرہ جرنلسٹس، ساؤنڈ ریکارڈسٹس، اور ویڈیو ایڈیٹرز جیسے عہدوں پر تقرری اچھی اور پرکشش تنخواہوں پر عمل میں آتی ہے۔

October .indd 14 10/24/11 2:01 PM

مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی سے ایک ملاقات

محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com



مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی، ہندوستان کی ریاست اتر پردیش کے ضلع سدھارتھ نگر کے ایک گاؤں اکبر پور جمونی کے رہنے والے ہیں۔آپ کی ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہی ہوئی۔اعلی تعلیم کی غرض سے جامعہ الفلاح اعظم گڑھ میں داخلہ لیا۔وہاں سے 1987ء میں فضیلت کی،اور 2003ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے عربی زبان وادب میں ایم اے کیا۔1989ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے تدریب المعلمین کا کورس بھی کیا۔دوران تعلیم ایس آئی او سے جڑے رہے اور اس کے جنرل سکریٹری بھی رہے۔اس وقت آپ جماعت اسلامی ہند اتر پردیش مشرق کے امیر، مرکزی شوری جماعت اسلامی ہند کے رکن اور ویلفیئر سوسائٹی اتر پردیش کے چیئرمین ہیں۔کئی کتابوں کے مؤلف ہیں اور ہندوستان سے نکلنے والے رسائل وجرائد میں آپ کے متعدد مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔گذشتہ ماہ رمضان میں وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ کویت کی دعوت پر موصوف کویت تشریف لائے، دوران قیام آپ کا کویت کی بعض مساجد میں اردو زبان میں خطبے ہوئے، اور مسجد کبیر کے ہال میں عمومی خطاب بھی ہوا، اس مناسبت سے ماہنامہ مصباح کے لیے اصلاح معاشرہ اور دعوت سے متعلق موصوف سے ایک انٹرویو لیا گیا جسے ذیل کے سطور میں پیش کیا جارہا ہے۔

سوال : اصلاح معاشرہ کے قبیل سے آج کن کن شعبوں میں اصلاح کی ضرورت ہے؟

جواب : ملت اسلامیہ اس وقت مختلف بیماریوں میں مبتلا ہے۔دین سے دوری، فرض منصبی سے غفلت اور شہادت علی الناس کے فریضہ سے غفلت۔ملت اسلامیہ کی تعلیمی اور معاشی صورت حال بھی ناگفتہ بہ ہے۔ہمارے نوجوانوں کی حالت افسوسناک ہے وہ بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں۔ نوجوانوں کی توانائیاں ضائع ہورہی ہیں۔اسی طرح خواتین کا شعبہ بھی اصلاح کا طالب ہے۔خواتین کی اصلاح کے بغیر امت کی اصلاح ناممکن ہے۔ بچوں کی تربیت بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔

سوال : اصلاح امت کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

جواب : اصلاح امت کی ذمہ داری ہم سبھوں کی ہے لیکن سب سے زیادہ اس کے ذمہ دار علماء ہیں۔

سوال : اصلاح معاشرہ کے تئیں آپ کے تجربات ؟

جواب : اپنے تجربات کی روشنی میں یہ کہوں گا کہ نوجوانوں پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بے شمار نوجوان جو کالجز اور یونیورسٹیوں سے وابستہ تھے یا ہیں ان کی زندگی لایعنی کاموں میں گزرتی ہے۔اگر ان پر منصوبہ بند طریقے سے کام کیا جائے تو ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہوجائے گا۔

اپنے تجربے کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ اصلاح معاشرہ کے کام سے خواتین میں بھی غیر معمولی تبدیلی آئی ہے۔خواتین میں اللہ تعالی نے غیر معمولی طاقت رکھی ہے، ایسے کتنے واقعات سامنے آئے ہیں کہ لڑکیوں نے شادی کے بعد گمراہ شوہروں کو راہ راست دکھایا اور ان کی اصلاح کی۔

سوال: ہمارے معاشرے میں جہیز جیسی لعنت بُری طرح جڑ پکڑ چکی ہے، آپ نے اس کے خلاف کوئی مہم چلائی ہے؟

جواب : جی ہاں! ہم لوگوں نے معاشرے میں پھیلے غلط رسوم ورواج کے خلاف مہم چلائی، جن میں جہیز کی لعنت سرفہرست ہے، اس کا اثر یہ ہوا کہ بے شمار نوجوانوں نے اس طرح کے غلط رسم ورواج سے توبہ کی اور اسلامی شریعت کے مطابق شادی کر کے معاشرے کے لیے نمونہ بنے۔

سوال: اصلاح کا کام کرنے والوں کو آپ کی نصیحت؟

جواب : اصلاح کا کام کرنے والے کے لیے دین کا علم نہایت ناگزیر ہے۔اور خود اپنی ذات کی اصلاح کی طرف دھیان دے تاکہ وہ دوسروں کے لیے نمونہ بن سکے۔حکمت پر مبنی اسلوب اختیار کرے۔ پریشانیوں سے نہ گھبرائے، اور ہر حال میں دعا کرتا رہے کہ یہ مومن کا ہتھیار ہے۔

سوال: دعوت کے سلسلے میں جماعت اسلامی ہند نے اب تک کیا رول ادا کی ہے؟

جواب : الحمدللہ ہندوستان میں دعوت کا میدان بہت ہی سازگار ہے، دعوتی کام کی غرض سے جماعت اسلامی نے علاقائی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کرائے ہیں، لٹریچر تیار کیا گیا ہے، اور نومسلموں کی تربیت کے لیے مراکز قائم کئے ہیں، اس کے علاوہ خواتین کو ملکی سطح پر منظم کیا گیا، نوجوانوں کی الگ سے تنظیم بنائی گئی، ائمہ مساجد کو تربیت دی گئی، علماء کو منظم کیا گیا، اصلاحی کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔جس سے سماج میں بہت حد تک بیداری آئی اور لوگوں کی اصلاح ہوئی ہے۔

سوال: جماعت اسلامی کے اس کام میں کیا دیگر جماعتوں کا تعاون حاصل ہے؟

جواب: ہندوستان میں جو لوگ بھی دعوت کا کام کررہے ہیں، جماعت اسلامی کی پالیسی یہ ہے کہ ان کا تعاون کیا جائے اور ان سے تعاون لیا جائے، اور لوگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے الحمدللہ یہ کام ہورہا ہے۔

سوال: دعوتی میدان میں درپیش مسائل اور چیلنجیز کا حل کیسے نکالا جائے؟

جواب: ہمیں آج دعوتی میدان میں مختلف طرح کے چیلنجیز کا سامنا ہے، اس سلسلے میں بروقت کرنے کے کام یہ ہیں کہ دعاۃ اور مبلغین کو ٹریننگ دی جائے، خواتین میں بیداری لانے کے لیے خاتون داعیات کی کھیپ تیار کی جائے، تقابل ادیان پر مواد تیار کئے جائیں اور گورنمنٹ کی طرف سے آنے والے قبول مذہب مخالف بل کی سختی سے مخالفت کی جائے۔

سوال: خلیج میں دعوتی کام کرنے والوں کو آپ کیا مشورہ دینا چاہیں گے؟

جواب: خلیج میں دعوت کا کام کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ دین کا بھرپور مطالعہ کریں، نمونہ کی زندگی گزاریں، حکمت کے ساتھ دعوت دیں، علاقائی زبانوں کے ماہرین تیار کرائیں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دعوت کے ئتیں حکومت کی جانب سے حاصل ہونے والی مراعات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔

سوال : قارئین مصباح کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: قارئین مصباح کو میں یہی کہوں گا کہ اسلام کا مستقبل روشن ہے، مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے اور تبلیغ دین کے راستے میں قربانی دیں۔ان شاءاللہ اسلام غالب ہوکر رہے گا۔

October .indd 15 10/24/11 2:01 PM

بارود پر بیٹھ کر آگ سے کھیلتے ہیں

محمد آصف ریاض

asif343@gmail.com

کل صبح جب میں دفتر کے لیے نکل رہا تھا تو بارش شروع ہوگئی۔ بارش اتنی شدید تھی کہ میں نے دفتر جانے کا ارادہ ترک کردیا۔

اس دن میرے مطالعہ میں ایک ترک مصنف Abraham Kanaan کی کتاب Abraham تھی۔ اس کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی مہم کا تفصیلی ذکر ہوا ہے اور پیغمبر اسلام کے ساتھ ان کی مماثلت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ میں اس کتاب کے مطالعہ میں غرق تھا تبھی بارش کے ساتھ بجلی کی کڑک سنائی دی۔ یہ کڑک اتنی زوردار تھی کہ میرے بچے خوف زدہ ہوگئے اور میں بھی ڈر گیا۔ باہر جھانک کر دیکھا تو پرندے مارے خوف کے آسمان میں ادھر ادھر تیر رہے تھے۔

بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بجلی میرے گھر سے آٹھ دس کلومیٹر کے فاصلہ پر جا کر گری جس کی زد میں آکر ایک شخص کی موت ہوگئی اور دوسرا بری طرح زخمی ہوگیا۔ یہ دونو جوان تھے جو موٹر سائیکل سے دہلی کے زید پور کی طرف جارہے تھے تبھی بارش شروع ہوئی۔ انھوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک درخت کا سہارا لیا اور درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ یہیں ان پر بجلی کا حملہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے ایک کی موت ہوگئی اور دوسرا دہلی کے ٹراما سنٹر میں موت سے جھوج رہا ہے۔

آدمی کسی چیز کا سہارا پکڑ کر اپنے آپ کو محفوظ سمجھ لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے لیے ایک محفوظ جائے پناہ حاصل کرلیا ہے۔ اب اسے کوئی خطرہ نہیں ہے



لیکن تجربہ کچھ اور بتاتا ہے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ آدمی اس دنیا میں خطروں سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ آدمی دفتر میں ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو باس سمجھتا ہے۔ جب وہ گھر میں ہوتا ہے تو اپنے آپ کو ایک محفوظ قلعہ میں پاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ محفوظ ہے لیکن بار بار تجربہ الٹ جاتا ہے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ آدمی پر عذاب وہاں سے آتا ہے جہاں کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ بجلی کا یہ حملہ کڑک دار آواز میں اسی بات کی یاددہانی کرا رہا تھا۔

بجلی کا حملہ بتا رہا تھا کہ آدمی ہمیشہ خطرے میں ہے۔ وہ چاہے دنیا کے کسی کونے میں چلا جائے وہ خطرہ سے محفوظ نہیں ہوسکتا۔ کوئی پہاڑ اتنا مضبوط نہیں جو اس کو آفت الٰہی سے بچالے اور نہ زمین کا کوئی ٹکڑا عذاب الٰہی کے مقابلہ میں اسے جائے پناہ دے سکتا ہے۔ قرآن میں اس بات کی یاددہانی اس طرح کرائی گئی ہے:

❁ ”کیا وہ اپنے آگے پیچھے آسمان و زمین کو دیکھ نہیں رہے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں۔ یقیناً اس میں دلیل ہے اس بندے کے لیے جو دل سے متوجہ ہو“ (سورہ سبا 9)۔

❁ ”داؤ پیچ کرنے والے کیا اس بات سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آجائے جہاں کا انہیں وہم وگمان بھی نہ ہو“۔ (النحل آیت نمبر 45)

❁ ”کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ تمہیں خشکی کی طرف لے جا کر زمین میں دھنسا دیا جائے یا تم پر پتھروں کی آندھی بھیج دی جائے، پھر تم اپنے لیے کسی نگہبان کو نہیں پاسکتے“۔ (الاسرا آیت نمبر 68)

افسوس ہے انسان پر کہ وہ عین خوف کی زمین پر رہ کر اپنے آپ کو بے خوفی کی نفسیات میں رکھتا ہے۔ وہ بارود پر بیٹھ کر آگ سے کھیلتا ہے۔ اس دنیا میں کسی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ بے خوفی کی زندگی گزارے۔ بجلی کا گرنا، زمین سے شہاب ثاقب کا ٹکرانا، زلزلہ کا آنا اور زمین کے اندر سے آگ کا نکل آنا بتا رہا ہے کہ انسان ایک دھماکہ خیز مادہ پر بیٹھا ہے۔ وہ کسی بھی وقت ایک دھماکہ کے ساتھ اڑایا جاسکتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں بے خوفی کسی کیلئے بھی ممکن نہیں ہے، نہ کسی بادشاہ کیلئے اور نہ کسی فقیر کیلئے۔

جو لوگ اس زمین پر بے خوفی کی نفسیات میں جئیں وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ایک دن آئے گا جب وہ پوری طرح ہلا دئے جائیں گے۔ بے خوفی کی نفسیات انھیں خوف سے بچانے والی ثابت نہیں ہوگی۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ خوف میں جئیں گے۔ البتہ جو لوگ اس دنیا میں خوف الٰہی سے سرشار ہوں ان کے لیے آخرت میں کوئی خوف نہیں ہوگا۔

بقیہ صفحہ 18 کا۔

براہیمی درسگاہ سے ہجرت و جہاد اور صبر و یقین کا روح پرور سبق پڑھ کر زندگی کی جنگاہ میں کود پڑی تھیں وہ.... اور جب کرب و بلا کے سنگ ریزوں پر چلتے چلتے بے آب و گیاہ سرزمین پر قدم رکھا تو زمانہ یک بیک پل کو رُک سا گیا اور تاریخ میں صنفِ نازک کی قربانیوں کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا... پھر ابد تک کے لیے سہانی یادوں کے انمٹ نقوش اُن کے نام کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔

صفا اور مروا کی یہ دوڑ کیا ہے؟
تلاش ہاجرہ کے نشانِ قدم کی

براہیمی نظر اسماعیل کی بڑھتی عمر کی نگہبان بھی تھی.... ننھا اسماعیل جب اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلنے کی کوشش کرتا تو براہیمی دل میں امیدوں کی ایک بڑی دنیا ہی جاگ اُٹھتی تھی۔

اور یہی ننھے سے پیر کچھ اور مضبوط ہوگئے تو اس نے پورے جہان والوں کو انگشت بدنداں کردیا.... براہیمی تربیت نے اس ننھے سے لڑکے میں کیسی پختگی پیدا کردی تھی! باپ کے خواب کی جب بیٹا تعبیر تلاشے تو کون دل سے دعا نہ نکلے...! وفاداری و سعادتمندی کی اس سے بہتر مثال تاریخ کے دامن میں کوئی اور ہو بھی نہیں سکتی....

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

اب زمانہ بدل چکا ہے۔ فکر و نظر کے انداز بھی بدل گئے ہیں۔ براہیمی یاد میں عید کی خوشیاں تو سمیٹی جاتی ہیں اور قربانی کی تقلید بھی ہوتی ہے۔ مگر جذبۂ قربانی سے دل خالی خالی ہیں۔

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

آدمی جب تک اپنے اندروں کو مارنے کا گُر نہیں سیکھتا دل میں جذبۂ قربانی پیدا نہیں کرسکتا۔ دنیا کی رنگینیوں سے پار آخرت کے سنگین مراحل جب تک نگاہوں میں نہ بسائیں گے... براہیمی نظر پیدا نہیں ہوسکتی۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

October .indd 16 10/24/11 2:01 PM

امام حرم مکی شیخ صالح بن محمد ابراہیم آل طالب

مبصر الرحمٰن القاسمی (کویت)
mubassir2008@yahoo.co.in

شیخ صالح بن محمد ابراہیم بن محمد بن ناصر آل طالب سعودی عرب کے علاقے طی میں سکونت پذیر قبیلے الفضول سے تعلق رکھتے ہیں۔

قبیلہ طی، بنی تمیم کے حوطہ قبیلے کی ایک شاخ ہے، شیخ صالح کا خاندان علماء، حفاظ اور قضاء کے خاندان سے مشہور ہے۔

شیخ صالح نے ابتدائیہ اور ثانویہ کی تعلیم سعودی عرب کے شہر ریاض میں مکمل کی، اسی طرح موصوف نے کم عمری ہی میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل ریاض کے ایک مدرسہ میں کی، اور پھر قراءات سبعہ عشرہ کی تعلیم حاصل کی، شیخ صالح کو ماہرین اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے، آپ کے اساتذہ میں ماہر تجوید وقرآن شیخ محمود عمر سکر، ماہر تجوید شیخ صابر حسن ابوسلیمان، شیخ عبدالحلیم صابر عبدالرزاق اور شیخ قاری عبدالمالک ابومحمد شامل ہیں۔

حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد سال 1414ھ میں شیخ صالح نے ریاض کے شریعہ کالج میں داخلہ لیا، اس کالج سے بی اے کی تکمیل کے بعد ہائیر انسٹی ٹیوٹ آف جسٹس سے سال 1417ھ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے برطانیہ سے بین الاقوامی دستور میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، سعودی عرب کے ولی عہد نے ملک میں بین الاقوامی قانون کے ماہرین کی ضرورت کے پیش نظر تین علمائے دین کی برطانیہ سے بین الاقوامی دستور میں پی ایچ ڈی کے لیے خصوصی منظوری دی تھی جن میں شیخ صالح بھی شامل تھے۔

شیخ صالح نے علم حدیث وفقہ مشاہیر علماء ومشائخ سے حاصل کیا، ان کے اساتذہ میں ان کے والد محترم شیخ محمد بن ابراہیم بن محمد آل طالب، آپ کے دادا، شیخ ابراہیم بن محمد بن ناصر آل طالب، مفتی عام مملکت سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الغدیان، شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن جبرین اور مملکت سعودی عرب میں وزیر اسلامی امور شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ وغیرہ مشاہیر علماء شامل ہیں۔

میدان عمل میں: شیخ صالح نے سپریم کورٹ سے عملی زندگی کا آغاز کیا، اور تین برس وہاں خدمات سرانجام دیں، اس دوران انہوں نے شیخ عبدالعزیز بن ابراہیم القاسم اور طائف کورٹ کے چیف جسٹس شیخ عبدالاالہ بن عبدالعزیز الفریان سے تربیت حاصل کی، اسی طرح آپ نے ضمانت اور نکاح وغیرہ امور سے متعلق کورٹ کے چیف جسٹس شیخ سعود المعجب سے بھی تربیت حاصل کی۔

سال 1418ھ میں سعودی عرب کے تربہ علاقے میں قاضی مقرر ہوئے، جہاں آپ نے دو برس تک خدمات انجام دیں، پھر سال 1420ھ میں رائغ کے علاقے میں قاضی متعین ہوئے اور یہاں آپ نے دو برس چھ ماہ خدمات انجام دیں اور پھر مکہ مکرمہ کے سپریم کورٹ میں قاضی مقرر ہوئے اور ہنوز اسی عہدے پر فائز ہیں۔

مناصب اور عہدے: 28 شعبان 1423 ہجری کو شیخ صالح کے نام مسجد حرام میں امام کی تعیین کا شاہی فرمان جاری ہوا، اور اسی تاریخ کی نماز عصر سے شیخ صالح نے حرم پاک میں امامت کی، یہ رمضان المبارک کا پہلا دن تھا۔ اور 20 شعبان 1430ھ کو شاہی فرمان کی رو سے شیخ صالح مسجد حرام میں مدرس مقرر ہوئے۔

شیخ صالح نے 17 برس کی عمر ہی سے ریاض شہر کے سویدی محلے میں واقع مسجد علیاء آل شیخ سے امامت کا آغاز کیا تھا۔

شیخ صالح سعودی عرب کے علاقے رائغ میں جاری جمعیہ تحفیظ القرآن الکریم کے چیرمین ہیں، اس کی بنیاد شیخ نے سال 1420ھ میں رکھی تھی۔ اسی طرح آپ مکہ مکرمہ کی منشیات کے خاتمے سے متعلق کمیٹی کے سربراہ ہیں۔

آپ وزارت صحت کے زیر نگرانی میڈیکل سوسائٹی کے رکن ہیں۔ اس کے علاوہ شیخ موصوف مملکت سعودی سمیت دنیا بھر کے مختلف خیراتی اور تعلیمی اداروں کے سربراہ اور رکن ہیں۔

دعوتی سرگرمیاں: شیخ صالح امام حرم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متحرک داعی اور مربی ہیں، آپ نے سعودی عرب سمیت کئی ممالک میں دینی اداروں کے قیام کی کوشش کی، رائغ شہر میں آپ کی کوششوں کے نتیجے میں جمعیہ تحفیظ القرآن کا آغاز ہوا تھا، یہ ادارہ آج مختلف شعبوں پر مشتمل ہے، جہاں جالیات کی تربیت سمیت افتاء وارشاد کے شعبے عالمی سطح پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دعوتی اسفار: شیخ صالح نے سال 1415ھ میں امریکا کا دعوتی سفر کیا، سال 1422ھ میں ہالینڈ کے شہر لاہائی میں منعقدہ بین الاقوامی عدالت کے زیر نگرانی



تجارتی استحکام سے متعلق بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی، مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں عرب لیگ کے زیر سرپرستی منعقدہ الیکٹرانک تجارت سے متعلق منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی، ان کے علاوہ قانون سے متعلق متعدد کانفرنسوں اور سیمناروں میں شریک ہوئے۔

تصنیف وتالیف: شیخ صالح نے متعدد اصلاحی اور تربیتی موضوعات پر کتابیں تحریر کی، جن میں آپ کی ایک کتاب "تہذیب وثقافت کی اشاعت میں مسجد حرام کا کردار" عربی زبان میں منظر عام پر آئی، اسی طرح شیخ صالح نے ایم اے میں "نومسلموں کے احکام" کے عنوان پر مقالہ تحریر کیا تھا، تاہم اس کی طباعت نہیں ہوئی، اس کے علاوہ شیخ نے اجتہاد، تقلید اور نفاق جیسے موضوعات پر کتابیں تحریر کیں ہیں۔

لجنۃ التعریف بالاسلام خیطان کے تعاون سے
آؤ قرآن سیکھیں
ناظرہ، تجوید، ترجمہ، تفسیر اور فقہ
کی فری کلاسیز شروع ہیں۔
ہفتہ میں صرف تین دن (پیر، منگل، بدھ) بعد نماز عشاء
زیر نگرانی
اسلامک ایجوکیشن کمیٹی
رابطہ
65052471-99390725-66577265

October .indd 17 10/24/11 2:01 PM

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

لذّتِ جسم و بدن اور کام و دہن کی خاطر کوہ کنی و جاں نثاری کے واقعات انسانی تاریخ میں کم نہیں ہیں، مگر عشق و شوق کا براہیمی انداز بھی مختلف ہے براہیمی راہ بھی...، کتابِ وفا میں درسِ فنا صفحۂ اول میں لکھا ہوتا ہے....ابراہیمؑ نے اُسے از بر ہی نہیں کیا تھا بلکہ اس کا حرف حرف ان کے دل دماغ اور رگ و پے میں رچ بس گیا تھا۔ رہ نوردیٔ شوق کی براہیمی مثال اور کہیں مل بھی نہیں سکتی ہے۔

رات کے آسمانی آنچل میں جھل مل کرتے چمکتے تارے... بدلیوں کی چلمن میں گاہ چھپتا گاہ اُبھرتا ماہِ روشن، اندھیاروں کو نیند سُلا کر جگ بھر کو جگانے والا خورشیدِ مبین ....ایک حسین دنیا کے کتنے دلکش مناظر ہیں یہ سب ...مگر ابراہیم کی نگاہ حق شناس میں یہ محض حسن کے جلوے نہیں رہے تھے۔ دیدۂ خود بین نے پردۂ کائنات میں نمو پانے والے ان مناظر کے بیچوں بیچ نگارِ قدرت کی نشانیاں دیکھی تھیں۔

وہ سکوتِ شامِ صحرا میں، غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوی چشمِ جہاں بینِ خلیلؑ

نہ جانے آنکھیں کیا کیا دیکھتی ہیں... جیتے بھی جاگتے بھی، خواب اور خیال میں بھی۔ مگر براہیمی ذوقِ نظر کتنا مختلف ہے! جن نظاروں کو اہلِ دنیا لذّتِ نظر کا سامان مانتے ہیں، براہیمی نظر میں یہ زبانِ فطرت ہے۔ براہیمی نظر پا کر بھٹکا ہوا راہی منزلوں کا نشان پالیتا ہے۔

اے اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا

سنگ تراشی و بت گری آزری پیشہ تھا... براہیمی نظر میں یہ ناخوب نظارے تھے ....خداوند سے ان کا جذبۂ محبت بھی عجیب تھا...دل میں سودا اور دماغ میں جنون نہ ہو تو محبت کے جذبوں کی پہچان کہاں رہتی ہے؟ اس کے ساتھ ساجھے داری میں سمجھوتا کرنا براہیمی نظر میں گناہِ کبیرہ تھا، بہت دنوں سے دبی دبائی آگ جوالا مکھی بن کر پھٹ پڑی تو سارے بت منہ کے بل گر گئے۔ بت شکنی اگر مقصود ہوتی تو پہلی مار بڑے بت ہی کو پڑتی...مگر براہیمی نقطۂ نظر کچھ اور ہی تھا....وہ ہوا و ہوس کا بت بھی گرانا چاہتے تھے...وہ کبر و نخوت کا صنم بھی توڑ دینا چاہتے تھے۔

ہر چند سبک دست ہوے بت شکنی سے
'ہم' ہے تو ہیں راہ میں سنگِ گراں اور

نفس کا بُت سب سے بڑا بت ہے۔ دنیا پھر صنم کدہ بن چکی ہے اور اب تو ہر موڑ پر بُت ہی بت جلوہ گر ہیں، کوئی آرزو کا پجاری ہے تو کوئی بتِ پندار کے آگے جھکا ہوا ہے۔ علم و دانش، دولت و حکومت اور بیع و تجارت کے آستانوں میں بھی پجاریوں کا جمگھٹا ہے۔

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں، لا الہ الا اللہ

براہیمی فکر و نظر سے ہٹ کر کوئی موحد بن ہی نہیں سکتا ہے....اور مردانِ حق کی کوششوں کے بغیر بت شکنی کا کوئی معجزہ چلنے والا بھی نہیں ہے۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں، لا الہ الا اللہ

مقصدیت کے وزن سے زندگی کو قیمت عطا ہوتی ہے۔ جن کی نگاہیں منزل کی دوری پر گڑی ہوی ہوں وہ راہ کے سروسامان سے دل کو نہیں بہلایا کرتے ...جن کے دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اُٹھتے ...انہیں وطن کی یاد بھی رُلا دیتی ہے۔ وفورِ شوق کے آگے تو متاعِ زیست بھی ہیچ سامانی ہوتی ہے۔ ساحل کی محبت جنہیں غوطہ زنی سے باز رکھتی ہے گہر پانے کا اُن کا خواب، زندگی بھر خواب ہی رہ جاتا ہے ...خدا کی ہستی کے حضور اپنی مرضی کی کامل سپردگی، زندگی کا براہیمی مقصد تھا۔ مقصد کی لگن نے ہر ہست و بود سے انہیں بے گانہ کر دیا تھا...لذّتِ جسم و بدن اور کام و دہن کی خاطر کوہ کنی و جاں نثاری کے واقعات انسانی تاریخ میں کم نہیں ہیں، مگر عشق و شوق کا براہیمی انداز بھی مختلف ہے براہیمی راہ بھی...، کتابِ وفا میں درسِ فنا صفحۂ اول میں لکھا ہوتا ہے....ابراہیمؑ نے اُسے از بر ہی نہیں کیا تھا بلکہ اس کا حرف حرف ان کے دل دماغ اور رگ و پے میں رچ بس گیا تھا۔ رہ نوردیٔ شوق کی براہیمی مثال اور کہیں مل بھی نہیں سکتی ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشا، لبِ بام ابھی

براہیمی نظر انقلابی تھی اور زندگی کا براہیمی نظریہ بھی انقلابی تھا۔ وہ انقلابی نظریہ جس نے ایوانِ حکومت میں لرزہ طاری کیا تھا۔ جس نے رہبرانِ قوم کی جبینوں میں شکنیں ڈال دی تھی۔ اسی کی خاطر آگ کا دریا پار کیا اور در بدر کی ٹھوکریں کھائیں۔

ہمیں تو سیلِ جنوں کی رَو میں وہیں سے مشکل ہوا گزرنا
طلب کے پُر پیچ راستوں میں جہاں کہیں پیچ و خم نہیں ہے

براہیمی نظر کائنات کی سُدھار پر تھی، مگر یہ مشغولیت اُنہیں گھر سنسار کی تربیت سے کبھی غافل نہ کر سکی تھی، اُنڈیل ہی تو دیا تھا اُنہوں نے اُن میں اپنے جذبۂ قربانی کو....!؟ اس خانوادے کا ہر فرد تسلیم و رضا کا مجسم اور قربانی کا پیکر تھا....دل کے لہو سے آبیاری کی تھی اس نسل کی اُنہوں نے....ہر پل کی دعائیں شامل تھیں اُن کی تربیت میں.... جب گود خالی تھی تو دست بہ دعا رہتے تھے کہ ''پروردگارا! مجھے نیک ذریّت عطا کیجیو'' اور جب گود ہری ہوی تو اللہ تعالی سے دست بستہ درخواست کرتے رہے کہ ''اے مولی! ہمیں تو اپنا مطیع و فرمانبردار بنائے ہی رکھنا، ہماری ذریت میں بھی تیرے آگے سر تسلیم خم کرنے والی ایک امت کو برپا کر دیجیو...''

براہیمی نظر میں رہ کر ہاجرہ کی شخصیت میں بھی نکھار آچکا تھا... اب وہ صرف ایک عورت نہیں رہی تھی بلکہ براہیمی سرپرستی میں رہ کر اس نے پوری نسوانیت کو تاریخ کے رُخ پر موڑ دیا تھا، عشق و وفا کی ایک نئی منزل کی طرف چل پڑی تھیں وہ، ہزاروں بلاؤں سے نمٹنے کا حوصلہ انہوں نے اپنے اندر سمیٹ لیا تھا، براہیمی نظر سے شہ پا کر بدمست ہواؤں سے اُلجھنے کا عزم اپنے دل میں بھر لیا تھا اُنہوں نے.....

یہ قدم قدم بلائیں، یہ سوادِ کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

باقی صفحہ 16 پر

October .indd 18 10/24/11 2:01 PM

عالمی خبریں

شیخ یاسین کی حیات وخدمات پر فلم

تہران: ایران، مصر اور فلسطینی سینما انڈسٹری کے عہدیداروں نے شیخ احمد یاسین شہید کی حیات وخدمات پر ایک دستاویزی فلم تیار کرنے کا ایک مشترکہ معاہدہ کیا ہے۔ فلم میں شیخ کے لڑکپن، فٹ بال کھیل، ایک حادثے میں زخمی ہونے، اسرائیل کے خلاف مزاحمت کا علم اٹھانے، فدائی حملوں کی نگرانی اور 65 سال کی عمر میں شہادت سمیت ان کی آزادی فلسطین اور تحفظ قبلۂ اول کے لیے خدمات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ یہ فلم فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں تیار کی جائے گی، فلم کو دلچسپ اور زیادہ مقبول بنانے کے لیے فلسطین سمیت ان اہم مقامات کی بھی شوٹنگ ہوگی جہاں شیخ احمد یاسین کسی نہ کسی شکل میں زندگی گزارے ہوں گے۔

پروفیسر برہان الدین ربانی کا انتقال

کابل: افغانستان کے سابق صدر پروفیسر برہان الدین ربانی 20 ستمبر 2011ء کو ایک خودکش حملہ میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ وہ 1940ء میں افغانستان کے شمالی صوبے بدخشان میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد کابل میں دینی تعلیم حاصل کی۔ کابل یونیورسٹی میں چار سال تک اسلامی قانون اور دینیات کے پروفیسر تھے، اس کے بعد اسلامی فلسفہ میں قاہرہ کی ازہر یونیورسٹی سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ 1968ء میں جب وہ قاہرہ سے کابل واپس ہوئے تو انہیں جمعیت اسلامی کی ہائی کونسل نے کابل یونیورسٹی میں طلبہ کو منظم کرنے کی ذمہ داری سونپی، پھر چار سال بعد وہ جمعیت اسلامی کے سربراہ بھی مقرر ہوئے۔ پروفیسر ربانی 1992ء تا 1996ء افغانستان کے صدر تھے۔

اسلام اور عیسائیت کے بیچ تعاون

عیسائیوں کے مذہبی پیشوا پوپ بنی ڈکٹ نے جرمنی کے مسلم رہنماؤں سے ملاقات میں زور دیا اور کہا کہ اسلام وعیسائیت کو ''باہمی احترام اور مکالمہ'' کے ذریعہ آگے بڑھنا چاہئے۔ پوپ نے جرمنی کے اپنے دورے کے دوسرے روز ملک کی مسلم اقلیت کے کئی رہنماؤں سے ملاقات کی۔ ملاقات میں پوپ نے جدید معاشرے میں مذہب کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ انہیں یقین ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین ''نتیجہ خیز تعاون'' ہوسکتا ہے۔ اس سے قبل پوپ نے برلن کے تاریخی اولمپک اسٹیڈیم میں 70 ہزار سے زائد کیتھولک باشندوں کی ایک مذہبی تقریب کی صدارت کی۔

سعیدی پر جنگی جرائم کا مقدمہ

ڈھاکہ: بنگلادیش کی ایک خصوصی عدالت نے جماعت اسلامی کے لیڈر 71 سالہ دلاور حسین سعیدی پر 1971ء میں پاکستان سے علحدگی کی جنگ کے دوران جنگی جرائم میں مرتکب ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔ بنگلادیش 1971ء تک مشرقی پاکستان کے نام سے جانا جاتا تھا، پاکستان سے الگ ہونے کے لیے نو ماہ تک بنگلادیش کو جنگ کرنی پڑی، اس جنگ میں 30 لاکھ سے زائد افراد مارے گئے تھے۔

طلباء میں اسلحہ تقسیم

موگادیشو: صومالیہ کی اسلامی یوتھ موومنٹ کے تحت چلنے والے ایف ایم۔ ریڈیو پر منعقد ہونے والے مقابلہ حسن قرات میں کامیاب طلباء کو خودکار اسلحہ اور دستی بم بطور انعام دیئے گئے۔ ماہ رمضان کے دوران مقابلہ حسن قرأت میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ پہلا اور دوسرا انعام کلاشنکوف رہا، اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے نوعمر قاری کو دو دستی بم بطور انعام دیئے گئے۔ اور بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے دیگر قاریوں میں دینی کتب بطور ترغیبی انعام پیش کی گئیں۔ ملک قحط سالی جھیل رہا ہے اور لاکھوں افراد بھوکوں مر رہے ہیں وہیں دوسری طرف کچھ طاقتیں ہتھیار سپلائی کررہی ہیں۔

عمرہ ویزے کی میعاد ختم ہونے کے بعد

جدہ: سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز آل شیخ اور دیگر ممتاز علمائے کرام نے کہا ہے کہ عمرہ ویزے پر سعودی عرب آکر غیر قانونی قیام کرنے والے گناہ گار ہونگے۔ مفتی اعظم نے معتمرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ اپنے وطن سے عمرہ ویزے پر ارض مقدس اس وعدے اور عزم کے ساتھ پہونچے ہیں کہ یہاں عمرہ ادا کریں گے، مسجد نبوی کی زیارت کریں گے اور ویزے کی میعاد ختم ہونے سے قبل ہی اپنے وطن واپس ہوجائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایسی حالت میں اگر کوئی معتمر، عمرہ ویزے کی میعاد ختم ہونے کے بعد کسی بھی مقصد کے تحت ارض مقدس میں قیام کرتا ہے تو اس کا یہ قیام غیر شرعی ہوگا اور یہ عمرہ ویزے کے معاہدے کے صریحاً خلاف ورزی شمار کی جائے گی۔

برقعہ پوش خاتون فرانس کے صدر کے لیے انتخاب لڑنے کی خواہشمند

پیرس: برقعہ پر سختی سے پابندی لگانے والے ملک فرانس میں ایک برقعہ پوش خاتون کنیز اڈرائیڈر نے فرانس کے صدر کے عہدے کا انتخاب لڑنے کی خواہش ظاہر کرکے سب کو چونکا دیا۔ ڈرائیڈر نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ایک عورت کو اپنی آزادی قائم رکھنے کے لیے بیحد طاقتور ہونے کی ضرورت ہے۔

محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com

اسلام قبول کرنے کی سزا

بریڈفورڈ: ایک نومسلم انگریز خاتون نے کہا ہے کہ اسلام قبول کرنے اور سر ڈھانپنے پر اس کی زندگی اجیرن کردی گئی ہے۔ اس پر تھوکا جاتا ہے، گالیاں دی جاتی ہیں، اور سرراہ اس پر اور اس کے بچوں پر پانی یا جوس پھینکا جاتا ہے۔ 31 سالہ ٹریسی شانے 2003ء میں اسلام قبول کیا اور مسلم سے شادی کرلی تھی جس سے اس کے تین بچے ہیں۔ ٹریسی شانے کہا کہ جب بھی وہ اپنے بچوں کو اسکول لینے جاتی ہے تو ایک ملحقہ اسکول کے بچے اس پر فقرے کستے ہیں، اسے گالیاں دیتے ہیں اور چلتی بس سے اس پر کوڑا کرکٹ اور جوس کے ڈبے پھینکتے ہیں اور آوازیں کستے ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کانفرنس کی اہم تجاویز

مکہ مکرمہ: پچھلے دنوں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ ایک عالمی کانفرنس میں کچھ تجاویز منظور کی گئیں جن کے اہم دفعات یہ ہیں: ☆ شریعت اسلامیہ پر ثابت قدمی کی اہمیت سے متعلق تجویز میں کہا گیا ہے کہ مسلم حکومتوں اور عوام کو بھی نوجوان نسل کی دینی تربیت کی طرف خاص دھیان دینا چاہیے۔ ☆ ''فتنوں کا تدارک'' کے عنوان کے تحت کہا گیا کہ دہشت گردی اور قتل نفس کی مذمت کی جائے کہ یہ زمین میں فساد کا ذریعہ ہے۔ ☆ ''اسلامی تنظیموں'' کے عنوان کے تحت کہا گیا ہے کہ حکمرانوں کو چاہیے کہ علماء کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کو حل کریں۔ اسلامی تعلیمات میں اعتدال اور میانہ روی کی جو تعلیمات ہیں ان سے مسلمانوں کو روشناس کرایا جائے اور غیر مسلموں کو مساوات اور امن وسلامتی پر مبنی اسلامی نظام حیات سے آگاہ کیا جائے۔ مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے درمیان اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مسائل کو حل کرنے اور مفاہمت پیدا کرنے کے لیے مذاکرات کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے۔

IPC کے شعبۂ خواتین کو خواتین داعیات کی ضرورت

IPC کے شعبۂ خواتین کو چند ایسی خواتین داعیات کی ضرورت ہے جن میں مندرجہ ذیل شروط پائے جاتے ہوں:
☆ شرعی تعلیم سے آراستہ۔ ☆ مادری زبان کے علاوہ عربی یا انگریزی زبان پر مہارت۔ ☆ کویتی اقامہ کی حامل۔
☆ مطلوبہ دو زبانوں میں سے کسی ایک زبان پر مہارت (تلگو، ملیالم)

اپنے کاغذات مع اسناد فاکس نمبر 22512257 یا ای میل ipc-sch@yahoo.com پر ارسال کریں۔

October .indd 19 10/24/11 2:01 PM

سوالنامہ

IPC اپنے زیر اہتمام شائع ہونے والے رسالہ ''مصباح'' کے تئیں قارئین کی آراء اور تجاویز سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے یہ ریفرنڈم جاری کررہی ہے، تاکہ رسالے کو دعوت کے عصری تقاضے کے مطابق مناسب اور دیدہ زیب شکل میں پیش کیا جاسکے۔ ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہوگی کہ آپ اس استصواب رائے میں حصہ لیں اور سوالنامہ میں درج کئے گئے سوالات کے جوابات دے کر رسالہ کے ادارتی بورڈ کو ارسال کردیں:

ذاتی معلومات:

جنس: ◯ مرد ◯ عورت

عمر: ◯ 16 تا 25 ◯ 36 تا 45 ◯ 46 یا اس سے اوپر

تعلیمی لیاقت: ◯ ابتدائی ◯ میڈیم ◯ ثانوی ◯ ڈگری یا اس سے اوپر

دین:.....

محوراول: رسالہ کی حصولیابی

آپ کو رسالے کی معلومات کہاں سے ملی؟

◯ IPC کے دفاتر ◯ رہائش گاہ ◯ عوامی مقامات ◯ جائے ملازمت ◯ دیگر

کیا آپ کے لیے رسالہ حاصل کرنا آسان ہے؟

◯ ہاں ◯ نہیں

محوردوم: پیش کردہ مواد

رسالہ میں نشر ہونے والے موضوعات کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

◯ خوب تر ◯ خوب ◯ کمزور

کیا رسالہ کمیونٹی سے متعلقہ مسائل پر گفتگو کرتا ہے؟

◯ ہاں ◯ نہیں ◯ کسی حد تک

رسالہ میں آپ کو کون سے موضوعات زیادہ پسند آتے ہیں؟

◯ دینی ◯ اطلاعاتی ◯ تفریحی

محورسوم: ترتیب اور زبان

رسالہ میں استعمال کی جانے والی زبان کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟

◯ آسان ◯ معیاری ◯ غیر معیاری ◯ مشکل

موضوعات کی ترتیب کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

◯ خوب تر ◯ خوب ◯ کمزور

محور چہارم: ڈیزائن اور طباعت

کیا رسالہ کا حجم اور اس کے اوراق کی تعداد مناسب ہے؟

◯ بالکل مناسب ہے ◯ مناسب تو ہے البتہ ہلکی سی تبدیلی کی ضرورت ہے ◯ غیر مناسب ہے

موضوعات کے مطابق فوٹوز ہوتے ہیں؟

◯ بالکل مناسب ہے ◯ مناسب تو ہے البتہ ہلکی سی تبدیلی کی ضرورت ہے ◯ غیر مناسب ہے

رسالہ کے سرورق کی ڈیزائننگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

◯ بالکل مناسب ہے ◯ مناسب تو ہے البتہ ہلکی سی تبدیلی کی ضرورت ہے ◯ غیر مناسب ہے

October .indd 20 10/24/11 2:01 PM

طلوع اسلام

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا، گیا دور گراں خوابی
عروق مردۂ مشرق میں خون زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی
مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی
عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی
اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بلبل
''نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی''
تڑپ صحن چمن میں، آشیاں میں ، شاخساروں میں
جدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیر سیمابی
وہ چشم پاک بیں کیوں زینت برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مرد غازی کی جگر تابی
ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہید جستجو کر دے

سرشک چشم مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہوں گے پھر گہر پیدا
کتاب ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا
ربود آں ترک شیرازی دل تبری ز و کابل را
صبا کرتی ہے بوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا
اگر عثمانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا
جہاں بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تن نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

(علامہ اقبال)

October .indd 21 10/24/11 2:01 PM



ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت اردو مجلّہ ہے۔

اس میں اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates ❖ Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

Contact:

Email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No. 22444117 ext.104, 97257389

October .indd 22 10/24/11 2:02 PM